از قلم عظمیٰ ضیاء

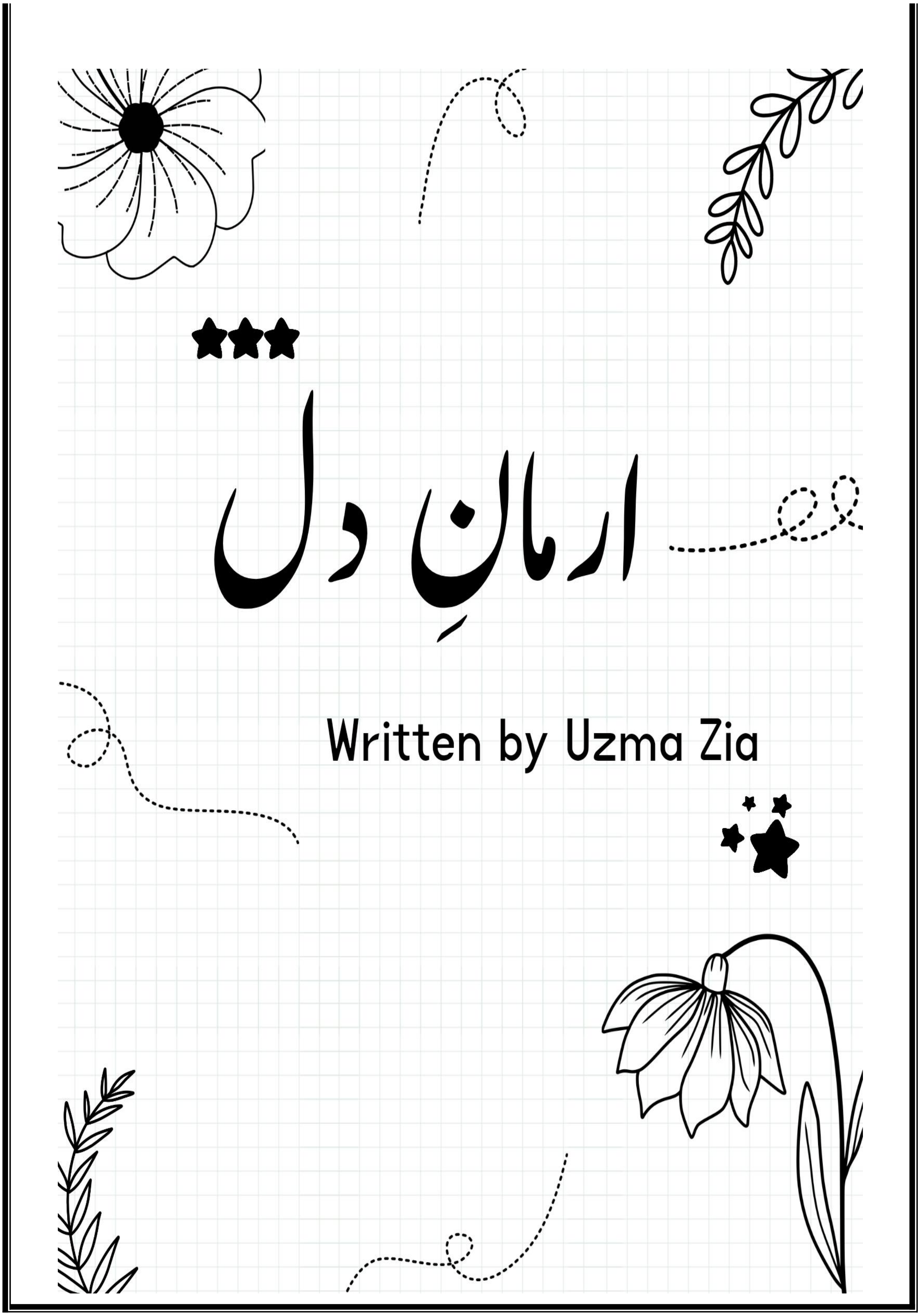

اہم بات:

ارمانِ دل جیسے کہ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اب یہ کتاب آؤٹ آف اسٹاک ہے۔ سیکنڈ ایڈیشن کا فی الحال کوئی پلین نہیں۔۔ جیسے ہی سیکنڈ ایڈیشن کا پلین بنے گا ہم آپکو انفارم کر دیں گے۔۔ یہ مکمل کتاب (ای۔بک) پیڈ ہے۔

فی الحال ہم اس کی اقساط ریڈرز کے بے انتہاء اصرار پہ رائٹر کی اجازت سے اپلوڈ کر رہے ہیں۔

امید ہے آپ کو ہماری یہ کاوش ضرور پسند آئے گی۔

نوٹ:

صرف ایستھیٹکس ناولز کو ہی اس کتاب کو آن لائن شائع کی اجازت دی گئی ہے۔ کوئی بھی سوشل میڈیا ویب کو اس ناول کو اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں۔۔

بحکم : مصنفہ عظمیٰ ضیاء

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read

اہم اعلان!

"اس تحریر کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ رائٹر کی اجازت کے بغیر کاپی کرنے والے کے خلاف قانونی قارہ جوئی کی جائے گی۔"

از قلم عظمیٰ ضیاء

ارمانِ دل

"قسط نمبر 8

محبت، پہلی دعا

"ہیلو۔۔۔سرمد۔۔۔ " زویا اسے فون پر بلا رہی تھی۔

"سرمد۔۔۔ " وہ ذرا اونچی آواز میں بولی۔

"اوہ۔۔۔ہو۔سن رہا ہوں۔۔ "وہ نیند میں تھا، تبھی اکتاتے ہوئے بولا۔"اس وقت بھی سکون نہیں تمھیں۔۔ "

"سرمد۔۔میری بات سنو۔۔ "وہ تحمل سے بولی۔

سن رہا ہوں۔۔ "وہ آنکھیں ملتا ہوا زچ ہو کر اٹھ بیٹھا۔

"کیا کر رہے ہو؟ "وہ پوچھنے لگی۔

"لو بھئی۔۔۔ "وہ غصہ سے ہنسا۔"اس وقت کیا کرتے ہیں بھلا؟؟ "

"سرمد۔۔ "وہ زچ ہوئی۔

"یار۔۔زویا۔۔سو رہا تھا۔۔جو کہ اب تمھارے فون سے ڈسٹرب ہو کر اٹھ بیٹھا ہوں۔ "

"بات ہی ایسی ہے سرمد۔۔ "وہ پریشانی سے بولی۔

"کیا ہوا؟؟ "وہ پریشانی سے بولا۔

"یار۔۔مسکان تمھاری طرف تو نہیں آئی؟؟"

"مسکان؟؟اور میری طرف؟؟پاگل ہو؟؟ "وہ حیران ہوتے ہوئے ہنسا۔

"ہنسو۔۔نہیں پلیز۔۔۔وہ صبح حیدر آباد گئی تھی شام تک آنے کا بول کر گئی تھی مگر ابھی تک آئی نہیں ۔تمھاری طرف بھی نہیں میری طرف بھی نہیں۔۔۔پھر۔۔۔ "وہ اطلاع دیتے ہوئے پریشان ہوئی۔

"کس نے بتایا تمھیں؟؟ "وہ حیران ہو کر سیدھا بیٹھ گیا۔اسکی آنکھوں سے نیند بالکل ہی زائل ہو چکی

تھی۔

"گڑیا کا فون آیا تھا مجھے۔۔۔ "

"ریلیکس۔۔ میں آتا ہوں تمھاری طرف۔۔ "اس نے آنکھوں میں عینک لگائی اور بستر سے نیچے اترا۔

اس نے ہینڈز فری کو اپنے کانوں میں لگایا، جوتے پہنے اور تیزی سے اپنے اپارٹمنٹ سے باہر نکل گیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ اس کے آفس چلنا چاہیئے۔۔۔" زویا کے مشورے پہ وہ زچ ہوا۔

"اس وقت تمھیں لگتا ہے کہ آفس کھُلا ہو گا؟؟"

"تو پھر ؟؟؟"

"دیکھو زویا۔۔ دیر سویر ہو ہی جاتی ہے۔۔ ہو سکتا ہے کوئی ایمر جنسی ہو۔۔ ویسے بھی وہ اکیلی تو نہیں گئی ہو گی۔۔"

اسکی تسلی آمیز باتیں سن کر اسکے دل کو ذرا سکون ہوا۔

****

ٹرین کے چلتے ہی اس نے اپنے دل میں شکر کا کلمہ پڑھا اور سکون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ثریا کو اطلاع دینے کے بعد سب کچھ نارمل رہے گا۔ اسے اس بات کی تسلی تھی کہ ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔

دوسری طرف وہ اسکے سامنے براجمان تھا۔ آج کا دن وہ کسی صورت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دونوں کے مابین کوئی حائل نہیں تھا سو وہ اپنے دل کی بات ہر صورت اس تک پہنچا دینا چاہتا تھا۔ مگر وہ اسے برابر اگنور کیے جا رہی تھی۔

ٹرین کی آواز اور سرد ہوا کو محسوس کرتے ہوئے وہ اپنی الگ دنیا میں محو ہوئی۔ اور اس قدر مسرور ہو گئی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ کیا سوچنے لگی ہے؟

"یا اللہ! تو سفر میں مانگی ہر دعا کو قبول کرتا ہے۔ میرے سفر میں شریک میرے ارمان کو میرا شریک سفر بنا دے۔ دل کی گہرائیوں سے میں جتنا انہیں محسوس کرتی ہوں شاید کہ کبھی یہ بھی اتنا۔۔ "وہ ایک الگ

دنیامیں مگن دل ہی دل میں دعامانگ رہی تھی کہ اچانک اسے اپنے ہاتھ کے اوپر کسی اور کا ہاتھ محسوس ہوا ۔وہ اپنے خیالوں سے نکلتے ہوئے سہم سی گئی۔

"یہ۔۔یہ کیا کررہے ہیں آپ؟؟ "وہ تیزی سے اپناہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

"میں آپ سے شادی کرناچاہتاہوں" اس نے بے اختیار اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

"سر۔۔! "وہ پریشان ہوئی۔ "آر یو آل رائٹ؟؟ یہ کیسی بات کررہے ہیں آپ؟؟ "وہ اپنے ہوش و حواس بحال کرتے ہوئے چونکی۔

"ڈائریکٹ شادی کے لیئے پرو پوز کون کرتا ہے؟" اس نے دل میں سر گوشی کی۔

"پلیز۔۔۔مسکان۔۔آئی رئیلی لو یو۔۔ "وہ دل کی گہرائیوں سے دیوانوں کی طرح اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگا جبکہ وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔اس لمحہ وہ بہت الگ لگ رہا تھا۔

اس کے ذہن میں اپنی وہی دعا گھومی۔

"اتنی جلدی دعا قبول ہو سکتی ہے؟؟ "وہ خود سے سوال کرتے ہوئے دل ہی دل میں بولی اور دھیما سا مسکرائی ہی تھی کہ اسکے ذہن میں جواد کے الفاظ گھومنے لگے ۔" نفرت سے وہ برباد ہو یا نہ ہو۔۔محبت برباد کردے گی اسے۔ "وہ یکدم چونکی۔

"پلیز۔۔۔مسکان۔۔۔ "وہ اسکے سامنے بیٹھا،بار بار ضد کرنے لگا جبکہ وہ چپ سادھ گئی۔

"آپکی آواز آپکی ہنسی۔۔آپکی خوشبو میری رگوں میں خون کی مانند سرائیت کرگئی ہے۔۔۔میں میں نہیں رہا۔۔۔پلیز۔۔۔کچھ تو کہیں۔۔۔ "وہ اسے یوں خاموش دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے بے ضبط اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگا۔کہ شاید وہ کچھ تو بولے لیکن وہ کسی پتھر کی مورت کی طرح اسے حیرانگی سے دیکھے جارہی تھی۔

"دیکھیئے۔۔۔ "آخر وہ اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بمشکل بولی۔"سر! اگر یہ مذاق ہے تو بہت ہی برا مذاق ہے یہ۔۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں۔۔یہ مذاق نہیں۔۔ "وہ تیزی سے بولا۔"مذاق اس صورت ہوتا،جب میں بھی عام لڑکوں کی

طرح صرف محبت کا اظہار کرتا۔۔ میں نے تو آپکو اپنی عزت بنانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔۔۔ایسی بات بھلا مذاق میں کی جاتی ہے؟؟بتایئے؟؟"

اب کے اس نے لاپرواہی سے اسے دیکھا اور گاڑی سے باہر اندھیری رات میں نظر آنے والے درختوں کو دیکھنے لگی، جس کے پتے ہوا سے اڑ رہے تھے۔

"پلیز! کیوں نہیں سمجھ رہیں آپ مجھے۔۔ "آخر وہ زچ ہو کر بولا۔

"آپ کیوں نہیں سمجھ رہے آخر مجھے؟" اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے، اسی کے انداز میں جواب دیا۔

اسکی آنکھوں میں چھپی محبت کی شدت دیکھ کر اسکا سانس پھول سا گیا تھا۔"میں نے آج تک آپ کے بارے میں۔۔۔۔ایسا۔۔۔کچھ۔۔۔نہیں۔۔۔سوچا۔۔۔سو۔۔۔پلیز۔۔۔ "وہ بڑی صفائی سے جھوٹ بول گئی۔

"لیکن میں آپکو سوچ چکا ہوں۔۔"

اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔جوں ہی اسکی نظریں،اسکی نظروں سے آشکار ہوئیں تو وہ اس سے تھوڑا پیچھے کو ہو کر بیٹھی۔اسکی حالت دیکھتے ہوئے اس نے اسے گہری نظر سے دیکھا اور اسکی آنکھوں کو پڑھتے ہوئے پر امیدی سے مسکرایا۔

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔کام ڈاؤن۔۔۔ "اسکی حالت کے پیشِ نظر وہ بولا تو اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے، ٹیک لگا کر اپنا سانس بحال کیا۔

"لیکن مجھے جواب کا انتظار رہے گا۔۔۔ "وہ مکرر بولا لیکن وہ اس لمحے کو قید کرنے کی غرض سے اپنی آنکھوں کو بند کیے ہوئے تھی۔اسکی حالت ایسی تھی کہ چاہ کر بھی اس تک اپنے دل کا حال نہ پہنچا پائی ۔اور پہنچاتی بھی تو کیسے؟؟اسکے دل میں ہزار وہم اور وسوسے جو جنم لے رہے تھے۔

ابھی اسے آنکھیں بند کیے چند لمحے ہی بیتے تھے کہ اسکے کانوں میں اذانوں کی آوازیں پڑنے لگیں۔

اذانوں کی آواز سنتے ہی اس نے تیزی سے اپنی آنکھیں کھولیں اور اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ وہ اس کے جواب

کی آس لگائے اسکی طرف دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اونگھ بھی رہا تھا۔
"پھر سوچ لیا۔۔۔ "اس نے اسے کھڑا دیکھا تو مسکراتے ہوئے بولا۔ لیکن وہ اسکی بات کا جواب دیے بغیر ہی وہاں سے چلی گئی۔

****

"اب تو اذانیں شروع ہو گئی ہیں سرمد۔۔۔ "وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولی۔
"یار۔۔۔ کیا کروں میں؟ "سرمد الجھتے ہوئے بولا۔ "مجھے بڑی ٹینشن ہو رہی ہے اسکی۔۔۔ "وہ کار کی سپیڈ کم کرتے ہوئے ایک جگہ پر رک گیا۔
"مجھے بھی۔۔۔ "وہ بھی فکر مندی سے بولی۔ "سرمد۔۔۔ اسے تو ابھی یہاں کے راستوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔۔۔ نجانے کہاں ہو گی؟"
"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں زویا۔۔ "وہ فکر مندی سے بولا۔ "یاد ہے ایک دفعہ اسے باتوں میں لگا کر ہم گھر آ گئے تھے اور کیا حال ہوا تھا اس کا؟ "
"ہاں! یاد ہے سرمد۔۔ خیر صبح تک اگر کوئی خبر نہیں ملتی تو پولیس میں رپوٹ کرواتے ہیں؟؟ "زویا نے مشورہ دیا تو اسکا دل ڈوب کر رہ گیا۔
"اللہ نہ کرے۔۔ کہ کوئی ایسی ویسی بات ہو۔۔ انشاء اللہ آ جائے گی۔۔ "وہ پرامیدی سے بولا تو زویا نے رشک بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

****

اسے نماز پڑھتا دیکھ کر تو اسکی نیند اڑ سی گئی اسکا چہرہ، سفید دوپٹے میں لپٹا چاند جیسا منظر پیش کر رہا تھا اور اسکی آنکھوں میں تاروں جیسی چمک تھی۔
"اے اللہ! جس روز مجھے یہ مل جائیں گے میں تیری بارگاہ میں شکرانے کے نوافل ادا کروں گی۔۔ "وہ آنکھوں کو بند کیے ہوئے تھی۔
"کیا فائدہ ہے دعا مانگنے کا۔۔ "وہ اسے دعا مانگتا ہوا دیکھ کر شرارتی انداز میں بولا جبکہ وہ دعا مانگنے کے بعد

دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرتے ہوئے اٹھی اور اسکی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگی۔

"جب میں آپ کے سامنے ہوں۔۔تو مجھے دعا میں کیوں مانگ رہی ہیں آپ؟؟ "اس نے اپنی بات پوری کی اور ہنس دیا۔

"میں کیوں مانگنے لگی؟؟ "وہ چڑ کر بولی۔"اور پلیز ان فضول باتوں کی بجائے بہتر ہے اٹھیے اور نماز پڑھیئے۔۔۔ "وہ تحمل سے بولی۔

"نماز؟؟ "وہ حیران ہو کر بولا اور دھیما سا مسکرایا۔"اور میں؟؟؟"

"ہاں؟؟تو؟؟ "وہ پوچھنے لگی۔" اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟؟ "وہ حیران ہوئی۔

"میں نماز نہیں پڑھتا۔ "وہ شرمندگی سے نظریں جھکا کر بولا۔

"نماز نہیں پڑھتے؟؟ "وہ چونکی۔" مگر کیوں؟؟ "وہ الجھی۔

"نماز اور دعا وہی مانگتا ہے جسے اللہ سے کچھ چاہیئے ہو۔۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولا جبکہ وہ جائے نماز تہہ کر تے ہوئے سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسکے سامنے جا بیٹھی اور اسکی بات توجہ سے سننے لگی۔

"اور میں اللہ سے تجارت نہیں کرتا اسطرح سے۔۔۔مجھے بن مانگے میرے رب نے سب دیا ہے۔ "وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"ا ممممم۔۔جانتے ہیں دعا نہ مانگنا تکبر کے زمرے میں آتا ہے۔ "وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔

"انسانوں سے محبت کے دعوے کرنے والے رب کی محبت حاصل کرنے کو تجارت سمجھتے ہیں ۔۔۔اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔ "وہ تاسف سے بولی۔"جو رب سے محبت کے تقاضے نہیں نبھا سکتے۔۔بھلا وہ انسانوں سے محبت کے دعوے کیسے نبھا سکتے ہیں؟؟ "وہ مزید بات کرتے ہوئے طنزیہ بولی۔"امید ہے!آپکو آپکے اقرار کا جواب مل گیا ہو گا۔۔۔ "وہ سنجیدگی سے دھیما سا بولی۔

"تو آپکو لگتا ہے میں اپنا یہ دعوی نہیں نبھا سکتا؟؟ "وہ سنجیدگی سے اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے سوالیہ طور پر بولا۔

"نہیں۔۔۔مجھے یہ لگتا ہے کہ آپ اپنے رب کو بھول جائیں گے۔۔ "وہ تاسف سے بولی۔" ترس آ رہا

ہے مجھے آپ پہ۔۔"

"بھئی۔۔۔دیکھیئے مس مسکان۔۔۔ "وہ دھیما سا مسکرا دیا۔۔" جو چیز بنامانگے مل جائے اسے کیا مانگنا؟؟ میں اچھا خاصا ہوں۔۔گُڈ لکنگ ہوں۔۔ سمجھدار ہوں۔۔مجھے کوئی ریجیکٹ کیسے کر سکتا ہے؟؟"

اسکے لہجے میں اسکی اپنی ذات کے لیئے پسندیدگی دیکھ کر وہ مسکرا دی۔

"ہو سکتا ہے کوئی چیز دعا ہی سے ملے آپکو۔۔ "وہ اسے مزید سمجھاتے ہوئے بولی۔

"اگر ایسا ہے تو۔۔ "وہ اسکی بات کو سمجھتے ہوئے بات کرتے کرتے رکا اور چلتی ٹرین کو آہستہ ہوتا ہوا محسوس کرتے ہوئے باہر دیکھنے لگا۔

"تو؟؟ "وہ تجسس سے بولی۔

"تو میں دل کی ہر دھڑکن۔۔ہر دعا میں آپکو ہی مانگوں گا۔۔"اسکے تجسس پہ اس نے اسے ذرا محبت سے دیکھا۔

"اور جس دن میری یہ دعا پوری ہو جائے گی۔۔اسی دن میں بھی آپکی طرح۔۔۔ "اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ کھلکھلا کر ہنسی جس پر وہ چونکا اور اسکی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

"تو آپ ضد لگائیں گے اللہ سے؟؟ "اس نے ترس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جبکہ وہ اسکی بات سنتے ہی لاجواب ہو کر رہ گیا اور اسے یوں طنزیہ مسکراتا دیکھ کر چپ سادھ گیا جس پہ وہ مزید بولی۔"اللہ سے ضد لگانے کی بجائے اس سے محبت کے تقاضے کو سمجھیئے۔۔عبادت میں شرطیں اور کھوٹ آجائے تو انسان کہیں کا نہیں رہتا۔ کہیں ایسا نہ ہو آپکا دعا نہ مانگنا آپ سے سخت اور کڑا امتحان لے۔۔اور آپکے پاس دعا مانگنے کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ رہے۔۔ "وہ قدرے تفہم سے بولی تو وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"یا اللہ! جس دن ہم ایک ہو جائیں گے۔۔۔میں شکرانے کے نوافل ادا کروں گی۔۔" اسکے سوچ بچار میں مبتلا چہرے کو دیکھتے ہوئے اسکے دل نے ایک بار پھر سے اس سے سرگوشی کی۔

دوسری طرف اسکے گھر والوں نے ساری رات کھلے صحن تلے اسکے انتظار میں ہی گزاری۔ سب کی نگاہیں دروازے پہ ہی ٹکی تھیں۔ عابد صاحب بس اسی انتظار میں تھے کہ "کہیں سے بس وہ آجائے۔۔" انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ سے اسکی سلامتی کے لیئے دعا مانگنے لگے۔

نماز کی ادائیگی کے بعد وہ ہاتھ میں تسبیح لیئے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اللہ کے ذکر سے ابھی انہیں کچھ سکون ملا ہی تھا کہ ثریا کے ان گنت طعنوں نے انہیں اپنی لپیٹ میں آلیا۔

"ارے دیکھو ٹائم۔۔۔ ابھی تک نہیں آئی۔۔" سورج کی پہلی کرن کے نمودار ہوتے ہی وہ بولی۔

"میں تو ہوں ہی سوتیلی۔۔۔ کچھ بھی کہوں گی۔۔۔ برا لگے گا۔۔۔ "

"ثریا۔۔۔ چپ ہو جاؤ۔۔۔" دادی ہاتھ میں تسبیح لیئے ذکر الٰہی میں محو تھیں۔ لیکن اسکی باتیں، انکی عبادت میں خلل پیدا کر رہی تھیں۔

"اماں! مجھے ہی چپ کروانا۔۔۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

گڑیا جو انکے لیئے ابھی چائے بنا کر لائی تھی، اس نے بابا جان کو دیکھا جو اپنے غصے کو قابو میں کیے ہوئے بیٹھے تھے۔ "امی پلیز۔۔۔ اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔" اور پھر اس سے بولی جس پہ وہ منہ پھلا کر رہ گئی۔

"بابا جان۔۔ چائے لیجیئے۔۔۔ پوری رات سے جاگ رہے ہیں آپ۔۔۔ ایسے تو آپکی طبعیت خراب ہو جائے گی۔" اس نے چائے کی پیالی انکے سامنے کی۔

" بھلا کیسے ایک گھونٹ بھی انکے حلق سے اتر پائے گا؟؟" اس نے پھر سے طنز آمیز لہجے میں کہا تو گڑیا نے دانتوں کو پیستے ہوئے اسے دیکھا۔

"امی۔۔۔" اس نے اسے اشارۃً خاموش رہنے کا کہا تو وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

عابد صاحب نے چارو ناچار اسکے ہاتھ سے چائے کی پیالی لی اور بمشکل ہی ایک گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے کسی گہری سوچ میں محو ہو گئے۔

****

"کیسے ہیں تایا جان؟؟" وہ انکے کمرے میں آتے ہوئے بولی۔

"ہاں !کافی بہتر ہوں اب۔۔۔ "وہ اٹھ کر ٹیک لگاتے ہوئے بولے۔

"اللہ کا شکر ہے۔۔ "وہ مسکرائی۔" چائے لیں گے ؟؟"

"ہاں۔۔۔لے آو۔۔۔ "انہوں نے سائیڈ ٹیبل سے اخبار اٹھایا اور عینک لگا کر پڑھتے ہوئے بولے۔

"سنو۔۔ "

"جی۔۔۔ "وہ واپس مڑی۔

"ارمان کو تو ذرا بھیج دو۔۔۔ "وہ اخبار پڑھنے لگے۔

"جی۔۔۔ارمان بھائی۔۔۔ "وہ شاید رات کو دیر سے آئے ہیں۔اسی لیے ابھی تک اٹھے نہیں۔۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے انہیں آگاہ کرنے لگی۔

"کب آیا؟؟ "وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"پتہ نہیں۔۔ "وہ جواب دیتے ہی وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ گہری سوچ میں مبتلا ہوئے کہ دیر کیوں ہو گئی ؟

وہ انکے کمرے سے باہر نکلی تو اسے گھر کے مرکزی دروازے سے داخل ہوتا دیکھ کر حیران ہوئی۔

"بھائی۔۔آپ؟؟اب آئے؟؟ "وہ پریشان ہوئی۔

"ہاں۔۔۔گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔۔اس لیئے۔۔۔ "وہ بات کو تیزی سے ختم کرتے ہوئے آگے بڑھا۔

"بھائی۔۔ "وہ اسے سیڑھیوں پر چڑھتا دیکھ کر پیچھے مڑ کر بولی۔

"تایا جان پوچھ رہے تھے آپکا۔۔۔"

"پاپا۔۔ "وہ چونکا۔"پھر ؟کیا کہا تم نے؟؟ "وہ سوالیہ طور پر پوچھنے لگا۔

میں نے تو یہی بتایا کہ آپ دیر سے آئے رات کو۔۔تو شاید سو رہے ہوں۔۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولی۔

"مگر آپ تو اب۔۔۔ "وہ بات ادھوری کرتے کرتے خاموش ہو گئی۔

"تھینک گاڈ۔۔ "وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا اور اسکی بات کو لاپرواہی سے سنتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

****

ثریا نے اسے سر تا پا دیکھا جو سر پہ دوپٹہ اوڑھے پر سکون ہو کر گھر میں داخل ہوئی تھی۔ مگر یہاں ماجرا کچھ اور ہی تھا۔ اس نے سب کو سلام کیا مگر سب کے چہرے پہ حیرانگی کے آثار واضح تھے۔

"آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے؟؟ "اسکے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں پڑنے لگیں۔

"لو۔۔۔ "وہ طنزیہ بولیں۔" پوری رات تمہاری راہ تکتے تکتے تھک گئے ہم سب اور تم ہو کہ پوری رات گھر سے باہر گزارنے کے بعد مطمئن ہو۔۔ "وہ شاطرانہ انداز میں بولی۔

"ثریا۔۔۔ اس بیچاری کو آتو لینے دو۔۔ "دادی ثریا کو گھورتے ہوئے بولیں۔" آؤ میرا بچہ۔۔۔ خیر تھی ناں۔۔ تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔ "

"جی دادی۔۔۔ مگر یہ امی۔۔۔ آپ۔۔۔ "وہ دادی سے بات کرنے کے بعد ثریا سے بوکھلاتے ہوئے بولی اور ایک نظر بابا جان پر ڈالنے لگی جو سر جھکائے افسردہ بیٹھے تھے۔

"کیا میں؟؟ ارے بی۔۔۔ میں تو ہوں ہی سوتیلی۔۔۔ کوئی بات سچی بھی کروں گی تو جھوٹ ہی لگے گا۔۔۔ "وہ منہ سے انگارے نکال رہی تھی۔

"امی۔۔۔۔ میں سمجھی نہیں۔۔۔ "وہ رونے کے قریب تھی۔

"لو بھئی۔۔۔ "وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی۔

"آپی۔۔۔ امی کی بات چھوڑیں۔۔۔ پانی پیئیں۔۔۔ "وہ فوراً کچن سے بھاگی بھاگی پانی لے کر آئی۔

"نہیں گڑیا۔۔۔ مجھے نہیں پینا۔۔۔ "

اس نے پھر سے ایک نظر بابا جان پر ڈالی۔ اسکی سمجھ میں آچکا تھا کہ سب کیا سمجھ رہے ہیں؟

"آپ سب کیا سمجھ رہے ہیں مجھے؟؟ "وہ چیخ کر بولی۔

"آہستہ آواز میں بات کرو۔۔ "ثریا نے اسے خوب جھاڑا۔

"ایسا ویسا کچھ بھی نہیں کیا میں نے بابا۔ جس پر آپ کو میرے بیٹی ہونے پر شرمندگی ہو۔۔۔ "وہ اشک بار ہوتے ہوئے بولی۔

"بیٹا بیٹھ کر بات کرو۔۔۔ "دادا جان اسے یوں کانپتے ہوئے اور روتا ہوا دیکھ کر فکر مندی سے بولے۔

"نہیں دادا جان۔۔۔ "وہ رونے لگی۔ "بابا۔۔۔ آپ میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہے؟؟ "وہ ان کی بے رخی سے اندر تک گھائل ہو چکی تھی۔ ان کا ایسا رویہ اب اسکی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ جواباً عابد صاحب سر جھکائے بے رخی سے بس اسکی بات سنتے رہے۔

"بابا۔۔ "وہ مزید تمہید باندھتے ہوئے صفائی دینے لگی۔ "گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔۔ ٹرین سے آنا پڑا ۔۔۔ چار بجے کی ٹرین سے۔۔ "وہ روتے ہوئے بولی۔

"چار بجے کی۔۔۔ "وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ "ساری رات ٹرین چلتی ہے۔۔ بہانیں دیکھو ذرا ۔۔۔ "ثریا جھٹ سے بولی۔

"میں کیوں بہانیں بناؤں گی امی۔۔۔ ایک ٹرین جا چکی تھی اور۔۔۔ "وہ کانپتے ہوئے بولی۔

"اور؟؟ اور؟؟ ارے بس کرو بی۔۔۔ حد ہوتی ہے حد۔۔۔۔ "وہ منہ بسورتے ہوئے واویلا مچانے لگی۔ " تمھیں کیا لگتا ہے؟ ہم روٹی کو چوچی اور پانی کو مانی کہتے ہیں؟؟؟" ان کی باتیں سنتے ہوئے آخر وہ تنگ آ کر بولے۔

"بیٹی ایک فون کال تو کر سکتی تھی نا۔۔ تمہارا نمبر بھی بند آ رہا تھا۔۔۔ "وہ ذرا تحمل سے بولے۔

"فون۔۔۔ "وہ روتے ہوئے رکی۔

"ہاں! " ذہن پر زور ڈالتے ہوئے وہ تیزی سے بولی۔ " فون کیا تھا گھر پر۔۔۔ امی سے بات ہوئی تھی ۔۔ "روتے ہوئے بمشکل ہی اسکے منہ سے بات نکلی تھی۔

"آئے ہائے۔۔۔ "وہ واویلا مچانے لگی۔۔" مجھے کیوں گھسیٹ رہی ہو تم۔۔۔ اللہ بچائے ایسی اولاد سے ۔۔۔ جیسی ماں ویسی بیٹی۔۔۔ "وہ حقارت سے بولیں۔

"چپ ہو جاؤ۔۔۔ "عابد صاحب دھاڑے تھے۔ان کی آواز اس قدر گرجی کہ سبھی کہ دل دھک کر رہ گئے۔"خبردار! اس سے آگے ایک لفظ بھی کہا تو۔۔۔ "وہ انگلی کے اشارے سے اسے خبردار کرتے ہوئے بولے۔

"بابا۔۔۔ "وہ روتے ہوئے آگے بڑھی۔"بابا۔۔۔میں نے ایسا ویسا کچھ نہیں کیا۔میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔۔۔رات کو ڈیڑھ بجے امی سے ہی میری بات ہوئی تھی۔۔۔ "روتے روتے اسکی ہچکی بند گئی تھی۔ اچانک گڑیا کے ذہن میں رات کے ڈیڑھ بجے فون کی بات آنے لگی کہ کیسے ثریا نے بات کو یکسر بدل دیا اور کہہ دیا کہ صبا کا فون تھا۔

"امی۔۔۔! امی۔۔۔! "وہ اسکے پاس جاکر اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے التجائیہ بولی۔"کیوں کر رہی ہیں آپ ایسا میرے ساتھ ؟؟پلیز۔۔۔امی۔۔۔ "وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے جارہی تھی مگر ثریا منہ بسورتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"بابا۔۔۔ "ثریا کی ہٹ دھرمی دیکھتے ہوئے وہ انکے پاس آئی۔

دادا،دادی اور گڑیا بے بس ہوتے ہوئے بس دیکھتے ہی رہ گئے کیونکہ جتنے غصہ میں عابد صاحب تھے کوئی بھی انکے سامنے بولنے کی جرأت نہ کرسکا۔

"بابا۔۔مجھے میری امی کی قسم۔۔۔"وہ روتے ہوئے انہیں یقین دلانے کی غرض سے بولی۔"میری بات کا یقین کریں۔۔۔میں نے ایسا ویسا کچھ نہیں۔۔۔"

"بس۔۔۔اور کتنا جھوٹ؟؟؟ "وہ غصہ سے گرجے کہ سب حیران رہ گئے۔

ان کی گرجدار آواز سنتے ہی وہ بات کرتے کرتے سہم کر رہ گئی۔اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔کیونکہ یہ پہلی دفعہ ہوا تھا کہ انہوں نے اس سے ایسے بات کی تھی، جسے برداشت کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔جبکہ سب حیران کن نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھا سکے مگر لڑکھڑاتے قدموں سے وہ آنکھوں میں آنسو لیے وہاں سے چلی گئی ،کیونکہ یہی آخری امید تھی جو ٹوٹ گئی تھی،اب وہ اور کچھ کہنا بھی نہیں چاہتی تھی۔اسکے وہاں سے

جاتے ہی ثریا اپنے لگائے گئے تماشے پہ فخریہ انداز میں مسکرانے لگی۔

"آپی۔۔۔آپی۔۔۔رکیے۔۔ "گڑیا اسے روکتی رہ گئی مگر وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے،وہاں سے چلی گئی۔

"عابد۔۔۔بیٹا۔۔۔ "وہ انہیں سمجھانے کے لیے آگے بڑھے۔

"کہیں کا نہیں چھوڑا مجھے اس نے ابا جی۔۔۔ "وہ رونے لگے۔" کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔ "وہ تھک ہار کر کرسی پر بیٹھ گئے۔

"گڑیا۔۔۔کہہ دینا اسے آج کے بعد اس کا آفس جانا بند۔۔۔ "انہوں نے تنبیہی انداز میں کہا۔

"جی۔۔ "وہ سہمتے ہوئے اتنا ہی کہہ پائی تھی۔جبکہ ثریا اتنا سنتے ہی ذرا مرجھا سی گئی تھی کیونکہ وہاں سے ملنے والے روپے سے ہی تو وہ اپنی ضروریات اور خواہشات پوری کرتی تھی۔

"یہ کیا ہوگیا؟؟؟اب کیسے ہوگا سب۔۔۔ "وہ اپنے ہی لگائے گئے تماشے پہ اب افسوس کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

قسط نمبر9

بدگمانی

"اس صبح کا سورج کتنی اذیتیں اور کتنے الزام لائے گا۔ اندازہ نہیں تھا مجھے۔ ایک محبت نصیب میں تھی وہ بھی بدگمان ہوگئی مجھ سے۔۔۔ "اس نے روتے ہوئے میز پر رکھی اپنی ماں کی تصویر کو سینے سے لگایا اور رونے لگی۔

"امی۔۔۔! آجائیے نا آپ۔ امی۔۔ "وہ اونچا اونچا روتے ہوئے بولی۔ اسے نہ اپنے بالوں کا ہوش تھا اور نہ ہی اپنی حالت کا۔ وہ بس کسی طرح سے خود کو اس الزام سے بری کرنا چاہتی تھی۔

"آپی۔۔۔ آپی۔۔۔! "اس نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ " دروازہ کھولو۔۔۔۔ "وہ آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اٹھی اور دروازے کے قریب جاتے ہوئے بولی۔ "جاؤ یہاں سے۔۔۔ مجھے چھوڑ دو میرے حال پر۔۔ "

"آپی! " آخر وہ بھی رودی۔

"بے فکر رہو۔۔ میں کچھ غلط نہیں کروں گی خود کے ساتھ۔ بس مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔ "وہ روتے روتے اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی، جس پر گڑیا مزید پریشان ہوئی۔

وہ بھاگتے بھاگتے ٹیلی فون کے پاس آئی اور اسے فون لگایا۔ "زویا آپی پلیز۔۔۔ ابھی آؤ۔۔۔ "اسکے فون ریسیو کرتے ہی وہ فوراً بولی۔

"اوہ! ہو۔۔۔ ہوا کیا ہے؟ کچھ پتہ لگا مسکان کا؟ " وہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔

" آپی۔ وہ۔۔۔ "اس نے اسے ساری بات تفصیلاََ بتائی، جس پہ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"تم فکر نہیں کرو۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔"

اسے روتے روتے تقریباََ شام ڈھل چکی تھی مگر اسکے رویے اور ضبط میں کمی نہ آئی اور ادھر وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر سو رہا تھا۔ وہ ابھی تک اسکے ساتھ گزارے گئے لمحات کے زیرِ اثر تھا۔ اسے وہ اپنے بہت قریب محسوس ہو رہی تھی۔ بھلے ہی اسکی نیند ٹوٹ چکی تھی مگر وہ اسے اپنے تصور میں بنتے ہوئے بے حد پر سکون تھا۔ چاہ کر بھی وہ اپنی آنکھیں اسکے تصور کے ٹوٹ جانے کے خوف سے کھول نہ پایا۔ اسکی نیم مسکراہٹ اور چہرے پہ پھیلی رونق کو دیکھ کر وہ اسکی محبت میں پوری طرح سے گرفتار ہو چکا تھا۔

"مجھے آپکی ضرورت ہے۔۔ آجایئے پلیز۔۔۔ پلیز آجائیں۔۔" وہ اپنے ہی تصور پہ مسکرایا۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور سوچ پاتا اسکے سامنے اسکا روتا ہوا چہرہ واضح ہوا۔

اس نے یکدم اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پہ موجود موبائل کو عجلت میں اٹھایا اور اپنے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سنوارتے ہوئے کچھ سوچنے میں مصروف ہوا۔

"کہیں۔۔ وہ پریشان تو نہیں۔۔۔" اس نے خود کلامی کی اور اسکا نمبر ڈائل کرتے ہوئے فون کو کان کے ساتھ لگایا۔

بیل مسلسل بج رہی تھی مگر دوسری طرف سے نہ تو فون ریسیو کیا جا رہا تھا اور نہ ہی منقطع۔

اب کے اسکی بے چینی میں اور اضافہ ہونے لگا تھا۔ "یا اللہ! سب خیر ہو۔۔۔" اسکے ذہن میں ایک سے بڑھ کر ایک وہم منڈلانے لگا تھا جو اسے خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔

دوسری طرف اس نے رو رو کر اپنا حال برا کر لیا ہوا تھا۔ "مسکان پلیز چپ کر جاؤ۔۔۔ "وہ اسے چپ

کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی مگر بے سود۔

"زویا۔۔میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا یار۔۔وہ تو۔۔گاڑی خراب ہو گئی تھی اور۔۔"

"مسکان۔۔۔ "سرمد تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے بولا۔" بس۔۔۔چپ۔۔ہمیں یقین ہے تم پہ ۔۔۔"

"باباجان کا رویہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔ "وہ روتے روتے اپنا سر پکڑ کر بولی۔

زویا۔۔۔پلیز تم سمجھاؤ نا انہیں۔۔۔ "وہ روتے روتے التجائیہ بولی۔

"اچھا! میں کرتی ہوں بات۔۔۔ "وہ اسے دلاسہ دیتے ہوئے بولی اور سرمد سے اسے سنبھالنے کا اشارۃً کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

"اچھا! بس۔۔۔چپ۔۔ "سرمد اسے دلاسہ دینے لگا مگر وہ تھی کہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

****

"بھائی۔۔۔ "شاہ میر نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"ہاں۔۔۔آؤ۔۔۔ "وہ ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"سب ٹھیک تو ہے نا؟؟ میرا مطلب آپ صبح صبح آئے۔۔۔اور گاڑی بھی نہیں ساتھ؟؟ "وہ پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"گاڑی ورکشاپ میں۔۔ایک دو دن تک آجائے گی۔ "وہ افسردگی سے بولا۔

"تو؟؟ "شاہ میر نے تجسس سے پوچھا۔ " کیسے آئے آپ؟؟ "

"ٹرین سے۔۔"اس نے اسے اپنے ساتھ پیش آنے والا معاملہ تفصیلی طور پہ بتایا تو وہ افسوس کے مارے کچھ بول ہی نہ سکا۔

"پتہ نہیں اب کیا ری ایکشن ہو گا اسکے گھر والوں کا۔۔بہت پریشان ہو میں۔۔۔بہت زیادہ۔۔پتہ ہے!

ابھی ابھی اسے خواب میں روتے ہوئے دیکھا ہے میں نے۔۔ "وہ اپنی پریشانی بتاتے ہوئے بیڈ پر سے اترا جبکہ شاہ میر اسکی خواب والی بات پر چونکا مگر پھر ہولے سے مسکرا دیا۔

"تو آپ فون کر لیتے نا اسے۔۔ "وہ مشورہ دیتے ہوئے بولا۔

"ہاں! وہی تو کر رہا ہوں۔۔ اٹھا نہیں رہی۔۔ "اس نے دوبارہ سے اسکا نمبر ڈائل کیا مگر اسکی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

****

"میری تو ہمت ہی نہیں ہو رہی انکل سے بات کرنے کی۔۔ "وہ پریشانی سے گڑیا سے بولی۔

"مگر زویا آپی۔۔۔ آپی نے تو رو رو کے برا حال کر لیا ہے۔۔۔ کیوں نا! "وہ بات کرتے کرتے کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"کیوں نا ہم آپی کے سر کو فون کریں؟؟ "

"سر کو فون؟؟ "وہ اسکی بات پر حیران ہوئی۔

"نہیں۔۔ کہیں مسئلہ اور نہ بڑھ جائے۔ "وہ پریشان ہوئی۔

"آپی۔۔ بابا مان نہیں رہے' آپی روئے جا رہی ہیں۔ اور امی انہیں اپنے الزاموں سے بری کر نہیں رہیں۔۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟؟ "وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"ام م م۔۔۔ نمبر ہے تمھارے پاس؟؟ "زویا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"نمبر۔۔۔۔ نمبر تو نہیں۔۔ "وہ افسردہ ہوئی۔

"پھر؟ "وہ پوچھنے لگی۔ " کم از کم مشورہ وہ دو جس پہ عمل بھی تو کیا جا سکے نا۔۔"

"ایک منٹ۔۔ ابھی آئی۔۔۔ "وہ کچھ سوچتے ہوئے تیزی سے اٹھی۔

"گڑیا؟؟ "وہ اسے پکارتی ہی رہ گئی مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

گڑیا اسکے کمرے میں داخل ہوئی تو دونوں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر اس نے ڈریسنگ پر رکھے موبائل کو احتیاط سے اٹھایا اور اپنے دوپٹے کے پلو میں چھپالیا۔

"کیا کر رہی ہو گڑیا؟ "سرمد اسے وہاں کھڑا دیکھ کر بولا۔

"میں؟؟ "اس نے پاس پڑے گلاس کو اٹھایا۔

"میں۔۔گلاس لینے آئی تھی۔۔۔ "وہ دھیما سا مسکرائی اور وہاں سے چلی گئی جبکہ مسکان ابھی تک روئے جا رہی تھی اور سرمد اسے سمجھانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔

****

"اچھا آپ فریش ہو جایئے۔۔۔ میں چائے لے کر آتا ہوں۔۔۔ "وہ اسکے کمرے سے باہر آنے لگا مگر پھر جاتے جاتے رُکا۔ "بھائی؟؟ "ارمان اسکے پکارنے پر جاتے جاتے رکا۔

"کہیں جان بوجھ کر تو نہیں کیا آپ نے ایسا؟؟ "وہ اسے تنگ کرتے ہوئے شرارتی انداز میں مسکرایا۔

"وہاٹ؟؟ مانا کہ شاہ میر تم اپنی عادت سے مجبور ہو لیکن کب کیا بات کرنی ہے یہ تو سمجھو۔۔ "اس نے اسے خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

"بھائی۔۔ریلیکس۔۔۔مذاق کر رہا تھا۔ "وہ ذرا سنجیدگی سے مسکرایا۔

"عزت کیا ہوتی ہے بہتر جانتا ہوں میں۔۔ "وہ جذباتی ہوا۔

"اوکے بھائی سوری۔۔۔ویسے آپکی آنکھیں دیکھ کر لگتا ہے۔۔سوئے نہیں ساری رات آپ۔۔۔ "وہ قہقہہ لگا کر اسے مزید تنگ کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"عادت سے مجبور ہے یہ لڑکا۔۔ "وہ دھیما سا مسکراتے ہوئے وہاں سے واش روم میں چلا گیا۔

دوسری طرف وہ اسے فون کرنے میں لگی ہوئی تھی۔ "یا اللہ! " زویا نے اسے کئی سو بار فون کیا مگر بے

سود۔

"نو۔۔آنسر گڑیا۔۔ "وہ مایوسی سے بولی۔

"اب کیا کریں؟؟ "وہ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر سوچنے لگی۔"آپی۔۔ "وہ کچھ سوچتے ہوئے توقف کے بعد بولی۔

"میسج۔۔۔میسج کر دیں۔ کبھی تو پڑھیں گے نا میسج۔۔۔ "اسکی بات سن کر وہ کچھ سوچنے لگی مگر پھر اپنا موبائل پکڑ کر کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف ہوئی۔

****

وہ اپنا سر گھٹنوں کے اندر دبائے مسلسل روئے جارہی تھی آج کے دن اس سے اس کے بابا کا اعتبار اٹھ گیا تھا۔یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔وہ بہت ٹوٹ گئی تھی۔اسے کچھ یاد نہ رہا تھا کہ اسے کس سے محبت ہے؟ اور یاد رہتا بھی تو کیسے؟؟باپ کی بے اعتباری کا دکھ،ہزار محبتوں کو یکجا کرنے سے بھی ختم نہیں کیا جا سکتا ۔وہ بس یہی کہے جارہی تھی کہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔سرمد اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کیے جارہا تھا۔اور وہ تھی کہ پھر بھی مسلسل روئے جارہی تھی۔اس کے رونے پر آسمان کو بھی ترس آ گیا۔سردی کی لہر میں شدت سے اضافہ ہونے لگا اور آسمان پر بادل گرجنے لگے۔گرجتے ہوئے بادلوں اور بجلی کی کڑک سے اسے ہمیشہ سے ہی ڈر لگتا تھا اور جب جب ایسا ہوتا تھا وہ اپنے بابا جان کی گود میں سر رکھ کر کانپنے لگتی تھی کیونکہ اسی کڑکتی اور گرجتی بادلوں کی رات ہی تو اس کی ماں اس سے دور ہوئی تھی۔پہلے تو اسکے پاس اپنے باپ کا کندھا تھا،لیکن آج تو وہ بالکل خالی ہو چکی تھی۔ایک سائباں جو اسکا قیمتی سرمایہ تھا ۔وہ اس سے بے اعتبار ہو گیا تھا۔

"سرمد بھائی آپکو پتہ ہے۔۔۔بابا مجھے اپنی گود میں لے لیتے تھے کہ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سے ڈر نہ لگے۔۔ "وہ روتے روتے بات کرتے ہوئے بمشکل مسکرائی۔

"اور آج دیکھیں۔۔۔۔ "وہ مسکراتے مسکراتے پھر رو دی جبکہ عابد صاحب باہر کھڑے یہ سب سن کر رونے لگے۔

"میں ایک ہی رات میں بری لگنے لگی ان کو۔۔۔مجھے روتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور آج۔۔۔ "وہ پھر سے رونے لگی مگر سرمد اسے سمجھانے میں ناکام رہا۔

عابد صاحب اتنا سنتے ہی فوراً سے اس کے کمرے کے باہر سے جاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے کیونکہ وہ اور نہیں سہہ سکتے تھے۔

"کیسے سمجھاؤں میں تمھیں۔۔۔۔میری جان ہو تم مسکان۔۔۔۔مگر آج تمھاری ماں نے حد کر دی ۔۔۔میں جانتا ہوں کہ تم غلط نہیں مگر۔۔۔ "وہ کمرے میں جاتے ہی بیڈ پر بیٹھ گئے کیونکہ وہ ایک منٹ بھی نہیں کھڑے ہو سکتے تھے۔

"اگر میں اسکو غلط اور تمھیں ٹھیک کہتا تو نجانے آگے چل کر کتنے الزام لگا دیتی یہ عورت۔جانتا ہوں تم اسی کے اصرار پر ملازمت کے لئے نکلی اور اب اسکے یہ الزامات۔۔ "وہ آہ بھرتے ہوئے سوچنے لگے۔

" بہتر یہی ہے۔۔کہ تم ملازمت ہی چھوڑ دو۔۔اور۔۔۔اپنے بابا کے بغیر جینا سیکھ جاؤ۔۔۔ "وہ اشک بار ہوئے۔"شاید میں بھی تمھیں چھوڑ جاؤں۔۔۔تمھاری ماں کی طرح۔۔۔۔ "

****

"اچھا تھوڑا سا کھا لو۔۔۔ "وہ دونوں اس سے ضد کرتے ہوئے بولے۔

"نہیں۔۔۔مجھے نہیں کھانا۔۔۔ "

"مسکان! " سرمد ہاتھ میں نوالہ لیے بولا۔

"زویا۔۔ "وہ منمنائی۔" سمجھاؤ نا۔۔انہیں۔۔۔میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔"

زویا دونوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"وہ سمجھائے اور تم؟؟ تم ہی سمجھا دو نا۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں مسکرایا۔

"مذاق بنا رہے ہیں آپ میرا؟؟؟" وہ بچوں کی طرح رونے لگی۔

"اوہ! نہیں نہیں۔۔۔" وہ شرمندہ ہوا۔

"آپی۔۔۔ ابھی تک رو رہی ہیں آپ۔۔بس کریں۔۔۔پلیز بس کریں آپ۔۔۔" گڑیا چائے کی ٹرے لے کر آئی اور میز پہ رکھتے ہوئے بولی۔

"رونے دو اسے۔۔۔ ہمیں تو یہ اپنا سمجھتی ہی نہیں نا! ہم کچھ بھی کہیں اسے مذاق سمجھتی ہے یہ۔۔۔" زویا نے دبے لہجے میں اسے طیش دلانے کے لئے سرمد کو آنکھ ماری اور پھر گڑیا سے بولی جبکہ سرمد ہاتھ میں نوالہ لئے بس اس کا چہرہ دیکھنے لگا تھا۔

گڑیا بھی کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

زویا کی بات سنتے ہی اس نے سرمد کے ہاتھ سے بمشکل نوالہ لیا اور فاتحانہ انداز میں زبردستی مسکرائی۔ سرمد نے اسکے چہرے پر اظہار تشکر سے نگاہ ڈالی۔

"اب رونا نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔انکل سے ہوئی ہے میری بات۔۔وقتی غصہ ہے بس۔۔" زویا نے خود ساختہ بات گڑھی تو وہ آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے نیم انداز میں مسکرا دی۔

"تم سچ کہہ رہی ہو نا؟؟ بابا مجھ سے خفا نہیں ہیں نا؟؟" وہ یقین کی غرض سے بولی تو زویا نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اسے بے فکری کا احساس دلایا۔

****

ٹیرس پر موجود سرد ہواؤں کی لپیٹ میں وہ اسے اپنے بہت قریب انتہائی قریب محسوس ہونے لگی تھی۔ اسے ٹرین والا منظر بڑی شدت سے یاد آنے لگا۔ رات کی تاریکی میں وہ چائے پیتے ہوئے، اسے اپنے

سپنوں میں بننے لگا۔ بارش کی وجہ سے ٹیرس کی زمین گیلی ہو چکی تھی، جس پہ وہ ننگے پاؤں ہی گھوم رہا تھا۔ اس بات کی پرواہ کیے بناء کہ سردی کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

"کاش آپ مجھے مل جائیں۔ میری دعا بن کے مجھے ایک دفعہ قبول کر لیں۔۔ اب یہ چاہت شاید کم نہ ہو پائے۔۔ جب تک آپ مجھے اپنی نظروں میں سما نہ لیں، تب تک میرے اس دل کو قرار نہیں آئے گا مسکان۔ "وہ ٹھنڈی ہوا میں اس کا لمس محسوس کرتے ہوئے خود سے بولا۔" مگر نجانے کیوں؟ مجھے آپکی آنکھوں میں اب، اپنا چہرہ نظر آنے لگا ہے۔۔۔ "وہ اسکا چہرہ اپنے تصور میں لاتے ہوئے بے پناہ محبت سے بولا۔

اس نے ٹیرس کے گیلے فرش پہ نگاہ دوڑائی اور پھر اپنے پاؤں کو دیکھا، جو ٹھنڈے برف ہو چکے تھے۔ اب کہ وہ اپنی بے وقوفی پہ مسکرایا۔

"شاید یہی محبت ہے۔۔ انسان کو اسکی اپنی ذات سے بھی بے پرواہ کر دیتی ہے۔۔ یقیناً یہی محبت ہے۔۔ یقیناً۔۔۔" اسکے دل نے اس سے سرگوشی کی۔

****

ثریا کمرے میں آئی تو انھیں جاگتا ہوا دیکھ کر بولی۔ "سوئے نہیں ابھی تک آپ؟؟" مگر وہ بناء جواب دیئے میز پر رکھی کتاب کھول کر پڑھنے لگے۔

"آپ کو شاید میری باتیں زہر لگیں۔۔ لیکن سچائی خاموش ہونے یا منہ چھپانے سے چھپتی نہیں۔ "اس نے منہ بسور کر کہا اور تکیہ ٹھیک کرتے ہوئے دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئی۔ لیکن انہوں نے اس سے کسی بھی قسم کی بحث کرنے سے گریز ہی کیا۔

****

ارمان بیڈ پر لیٹا ہوا کروٹیں بدلنے لگا۔ جس کروٹ دیکھتا تو اسے ہی دیکھتا آنکھیں بند کرتا تو صرف اسی کا

چہرہ اس کی نظروں کے سامنے ہوتا آخر وہ اٹھ بیٹھا اور اپنا موبائل ٹٹولنے لگا۔ میسج باکس کھولا تو اس کا میسج دیکھتے ہی وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جلدی سے اپنا مفلر گلے کے گرد لپیٹا اور پاؤں میں جوتے پہنے اور جلدی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ دشمن فوج کا بارڈر پہ حملہ ہو گیا ہو اور اسے دفاع کے لیئے بلایا گیا ہو۔

"ارے بھائی کہاں جا رہے ہیں آپ؟؟ "شاہ میر نے اسکی کیفیت دیکھی تو تیزی سے آگے بڑھا۔

"آتا ہوں۔۔۔کچھ کام ہے ذرا۔۔ "وہ اتنا کہتے ہی تیزی سے باہر نکلا اور گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے سفر پہ نکل گیا۔ اسکی منزل اسے بڑی شدت سے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

"شاہ میر۔۔۔شاہ میر۔۔۔ "حیا اپنے کمرے سے باہر آتے ہوئے بولی۔" بہت تیز بارش ہو رہی ہے مگر۔۔یہ ارمان بھائی اس وقت؟ "وہ اپنی کھڑکی سے اسے باہر جاتا دیکھ کر باہر آئی تھی۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔شاید شکیل بھائی کی طرف گئے ہوں۔۔۔ "وہ اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولا۔

"ارے بچو۔۔۔رات کے بارہ بج رہے ہیں۔۔اور تم لوگ ابھی تک سوئے نہیں؟؟ "پاپا سیڑھیاں اترتے ہوئے بولے۔

"جی۔۔بس۔۔۔وہ۔۔ "دونوں بوکھلا گئے۔۔

"کیا ہوا؟؟"

"کچھ نہیں۔۔۔"دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔

"آپ۔۔تایا جان ٹھیک تو ہیں نا اب؟؟ "وہ بات بدلتے ہوئے بولی۔

"ہاں! کافی بہتر ہوں۔۔۔لیٹ لیٹ کے تھک گیا ہوں بہت۔۔ تہجد پڑھ لوں تھوڑی ورزش ہو جائے گی۔۔"وہ مسکراتے ہوئے قمیص کے بازو وضو کے لئے اوپر چڑھانے لگے۔"یہ ارمان ؟؟؟"

"جی۔۔ "دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتے دونوں تیزی سے وہاں سے کھسکے تاکہ وہ ان سے ارمان کے بارے میں پوچھ نہ سکیں۔ تیز بارش میں گاڑی چلاتے ہوئے وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آخر ایسا کیا ہو گیا جو اس پہ اتنا بڑا الزام لگ گیا؟؟

"صرف ایک حادثہ پیش آنے کی وجہ سے وہاں رکنا پڑا نہیں تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ "وہ یہ سوچنے سے قاصر رہا کہ کہاں جا رہا ہے ؟ وہ سخت سردی میں بناء کوٹ پہنے ہی نکلا تھا۔ اگر اسے کسی چیز کا آسرا تھا تو وہ تھا اسکے گلے کے گرد لپٹا ہوا اسکا مفلر۔۔

اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ بارش کتنی تیز ہے؟ بس اسکی چاہت نے مقناطیس کی طرح اسکو کھینچا اور وہ چل پڑا۔ کبھی خود کو قصوروار سمجھتا تو کبھی کل کے دن کو قصور دیتا۔ مگر ان سب کے بیچ میں وہ تو بالکل بے قصور تھی۔ مسکان کی باتیں اور زویا کا میسج اسکے ذہن میں طوفان مچا رہا تھا، ایک سوچ نے پلٹا کھایا اور ایک سوچ دوسری سوچ سے ٹکرائی۔

"نہیں میں آپ کو کسی صورت بے آبرو ہونے نہیں دوں گا۔۔ میں محبت سے کہیں زیادہ عزت کرتا ہوں آپکی۔۔۔ "اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے، گاڑی کو دائیں جانب موڑا۔ اور اسکے گھر کی گلی کے باہر آ رُکا۔

****

"دیکھا۔۔ اب وہ بھی منہ اٹھا کے آ گیا! وہ بھی اس وقت۔۔ کوئی وقت ہے یوں کسی کے گھر آنے کا۔۔ نہ موسم کی پرواہ۔۔ اور نہ یہ پرواہ کے اس وقت اسکا یہاں آنا۔۔ کتنا معیوب سمجھا جائے گا۔۔ "

وہ اونچا اونچا بول رہی تھی کہ ان کے بولنے کی آوازیں ارمان تک صاف آ رہی تھیں جو ڈرائنگ روم میں بیٹھا، عابد صاحب کا انتظار کر رہا تھا۔

"آہستہ بولو بہو۔۔۔ "داداجان نصیحت کرتے ہوئے دھیما سا بولے۔

"چلو عابد۔۔۔اٹھو۔۔بیچارا بہت بھیگا ہوا ہے۔۔ "گھر کی گلی تنگ ہونے کے باعث گاڑی سڑک پر کھڑی کرتے ہوئے وہ بناء چھتری کے آیا جس کی وجہ سے وہ کافی بھیگ چکا تھا۔

"جی۔۔ابا جی آتا ہوں۔۔ "عابد صاحب بمشکل ہی اٹھے تھے کیونکہ وہ ابھی تک گہرے صدمے میں تھے۔

نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں دادا جان کے حکم پر اٹھنا پڑا۔

انہوں نے عابد صاحب کو تو اسکے پاس بھیجا جو ڈرائنگ روم میں موجود، انکا بے انتہاء شدت سے انتظار کر رہا تھا اور خود بچیوں کے کمرے میں آئے۔انہوں نے آہستہ سے دستک دی تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔سو وہ ان کے کمرے میں داخل ہوئے۔میز پہ رکھے گئے لیمپ کی روشنی میں انہیں گڑیا صاف دکھائی دی۔

"گڑیا؟؟؟"وہ گہری نیند میں تھی۔"گڑیا۔۔۔گڑیا بیٹی۔۔۔ "اب کی بار انہوں نے اسے ہاتھ سے ہلا کر اٹھایا۔

"دادا جی۔۔۔"اس نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں۔"سونے دیجیئے نا!! " وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔ " ابھی ہی تو آنکھ لگی ہے۔۔"

"بیٹی۔۔۔اٹھو۔۔۔ "وہ پھر سے بولے۔

"۔اوہ۔۔۔۔ہو۔۔آہستہ بولیں نا۔ابھی آپی سوئی ہیں۔۔اٹھ جائیں گی۔۔ "وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔

"بیٹی چائے بنا کر دو۔۔۔جلدی سے۔۔۔ "وہ مسکرا کر بولے۔

"چائے اس وقت؟؟ "وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔ "وہ وہاں سے جانے لگے۔

"دادا جان۔۔۔ "اس نے انہیں پیچھے سے پکارا۔"صبح بنا دوں گی نا۔۔بہت سخت نیند آئی ہے۔۔۔ "وہ

پھر سے لیٹ گئی۔

"اٹھو۔۔۔بیٹا۔۔۔مہمان آیا ہے ایک۔۔۔ "وہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلے گئے۔ان کے یہ الفاظ مسکان کے کان میں پڑ گئے تھے جس سے وہ نیند سے جاگ گئی اور سوچنے لگی کہ اس وقت کون آیا ہو گا؟

"اوہ! میرے اللہ۔۔۔ "وہ زچ ہوئی اور چپل پہن کر بمشکل اٹھی۔"یہ کون سا مہمان ہے جسے رات کے اس پہر بھی سکون نہیں۔ "وہ بالوں کو باندھتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی۔

****

"انکل میں جانتا ہوں اس وقت میرا آنا آپکو ناگوار گزر رہا ہو گا۔لیکن۔۔۔ "وہ ذرا توقف کے بعد بولا۔

"آپ سب جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں۔۔وہ بس اک حادثہ کی وجہ سے۔۔۔ "عابد صاحب نے اسکی بات کو غور سے سنتے ہوئے اس پر گہری نظر ڈالی اور اسکی بات کو کاٹتے ہوئے بولے۔

"بے فکر رہو بیٹا۔۔بیٹی ہے وہ ہماری۔۔ہم اسکے ساتھ کچھ برا نہیں کر سکتے۔۔۔ "

"مجھے لگا کہ آپ۔۔۔ "اسکی ادھوری بات واضح مطلب بیان کر رہی تھی۔"اسی لیئے وقت کی پرواہ کیئے بناء آپکی دہلیز پہ آگیا۔۔کہ کہیں ان کے ساتھ۔۔۔ "وہ بات کہتے کہتے رکا۔

"مجھے پورا بھروسہ ہے اپنی بیٹی پر۔۔۔ "وہ ذرا سنجیدہ ہوئے تب تک دادا جان بھی ڈرائنگ روم میں آچکے تھے۔

"انکل اگر بھروسہ ہے تو پھر؟؟ "وہ سوال کرنے لگا۔

جواباً وہ خاموش رہے تو وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولا۔ "مس مسکان کی وجہ سے ہمارے کاروبار کی ساکھ کو بہت فائدہ ہوا ہے۔۔پلیز یہ حل تو نہیں اس مسئلے کا کہ آپ۔۔۔ "ان کی بات پہ وہ بولتے بولتے رُکا۔

"تم نہیں سمجھو گے۔۔۔ تمھیں اور بھی بہت سے لوگ مل جائیں گے کام کے لیے مگر.... میری مسکان

کو کوئی یوں کہے الزام لگائے۔۔برداشت نہیں کر سکتا میں۔ "بات کرتے کرتے ان کی ہچکی بندھ گئی تھی ۔ان کی حالت کے پیشِ نظر وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر رہا۔وہ تو بس خود کو بے بس اور قصوروار سمجھتے ہوئے ان کی ہر بات سنے جا رہا تھا۔

"بن ماں کے پلی بڑھی ہے۔۔کل کو اپنے گھر کا ہونا ہے اسے۔۔اور اب سے ہی الزام پہ الزام۔۔ "وہ دکھ سے بولتے ہوئے آنکھ بھر آئے۔ دادا جان نے اپنے کمزور ہاتھ سے ان کے کندھوں پر مضبوط سہارے کا احساس دلایا۔

"لیکن وہ بن ماں کے پلی بڑھی ہے۔۔ "ان الفاظ پہ،وہ چونک اٹھا تھا۔اب اس کی سمجھ میں آنے لگا کہ وہ باہر عورت کون ہے؟

"گھر دیر سے جاؤں گی تو امی پریشان ہوں گی۔۔۔" اسکے یہ الفاظ اسکے ذہن میں گھومے۔اسے تو لگتا تھا کہ اسکی ماں اسکی بے حد پرواہ کرتی ہو گی لیکن یہاں تو بات ہی اسکے برعکس تھی۔

چائے کا ٹرے پکڑے،ڈرائنگ روم کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر اس نے ذرا آہستہ سے انہیں پکارا۔"دادا جان۔۔یہ لیجیے چائے۔۔ "اس نے تھوڑا آگے کو بڑھ کر جھانکنا چاہا مگر ایسا نہ ہو سکا۔اس نے دادا جان کو چائے کو پکڑائی اور کچھ دیر وہیں کھڑی رہی۔

ایک تجسس تھا جس نے اسے وہاں رکنے پہ مجبور کر دیا۔وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ اس وقت کون آیا ہے؟ تھوڑا سا دروازہ کھلا تھا جس سے اسے اندر کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔اس نے سر تا پا اس شخص کو دیکھا،جو سفید شرٹ اور کالی پینٹ میں بناء کسی جرسی اور کوٹ کے بیٹھا سردی سے کپکپا رہا تھا۔صرف ایک مفلر ہی اسکے گلے کے گرد لپٹا تھا۔

اسکے ذہن میں مارکیٹ سے باہر کا منظر گھوما۔"اوہ! تو یہ بات ہے۔۔۔وہ یہی تھے۔جنہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر آپی کا چہرہ اتر گیا تھا۔۔" اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا۔

"بیٹھو بیٹا۔۔چائے لو۔۔ "دادا جان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور چائے کی ٹرے میز پر رکھ کر بولے۔

"نہیں اسکی کیا ضرورت تھی بھلا؟ "وہ سنجیدہ ہو کر بیٹھ گیا اور سردی سے کانپتے ہوئے چھینکنے لگا۔

"نہیں بیٹا لو۔۔ "وہ اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے اسے کپ پرچ میں رکھ کر دیتے ہوئے بولے۔

"جی۔۔۔ "وہ بمشکل ہی کپ پکڑ پایا تھا۔"میں مجرم ہوں آپ لوگوں کا۔۔۔ آپ مجھے سزا دیں۔۔ مگر انہیں نہیں۔۔ "وہ چائے کا ایک گھونٹ حلق میں اتارتے ہوئے کپ کو میز پر رکھ کر شرمندہ ہوتے ہوئے دادا جان سے بولا۔" میں بہت شرمندہ ہوں۔۔۔۔پلیز۔۔۔وہ بالکل پاک ہیں بالکل ایسے جیسے وہ اپنے گھر میں۔۔۔ "وہ بات کرتے کرتے شرمندہ ہوا۔

"بیٹا۔۔۔ "عابد صاحب اسکو ٹوکتے ہوئے بولے۔"مجھے اعتبار ہے اس پر۔۔۔ مگر اب۔۔۔؟؟ "وہ بات کرتے کرتے رکے۔

"دادا جان۔۔۔پلیز آپ سمجھائیں نا انکل کو۔۔۔ "وہ التجا کرنے لگا۔

"ہممم۔۔۔ "انہوں نے ایک نظر عابد کو دیکھا اور پھر اس سے بولے۔"ارمان بیٹا۔۔۔اللہ بہتر کرے گا ۔۔۔اور تم سے مل کر دیکھ کر بہت اچھا لگا۔۔۔اچھے گھر کے لگتے ہو۔۔۔ "ان کی بات سنتے ہوئے عابد صاحب نے نظر اٹھا کر انہیں اور ارمان دونوں کو دیکھا۔

وہ باہر کھڑی ان کی باتوں کو سن رہی تھی ارمان کی ہر بات اسکے دل پر اثر کر رہی تھی۔

"واہ۔۔آپی کمال کا بندہ ملا ہے آپکو۔۔۔اتنی بارش میں بھیگتا ہوا آگیا اور وہ بھی سخت سردی میں۔۔نہ موسم کی پرواہ اور نہ ہی وقت کی۔۔۔کمال ہے بھئی۔۔ "وہ رشک کرتے ہوئے دل ہی دل میں خود سے کہنے لگی۔

"پکا محبت کرتا ہے آپ سے۔۔۔ "وہ پورے وثوق سے بولی۔ "خیر۔۔ آئم ڈیم شیئور! محبت تو آپی بھی کرتی ہونگی ان سے۔۔" وہ خوشی سے مسکرا دی۔

اسکے جاتے ہی ثریا اپنے کمرے میں پھر سے گرجنے لگی۔

"ثریا۔۔۔ آہستہ بولو۔۔۔ کیوں محلے والوں کو سنا رہی ہو؟؟ "عابد صاحب سنجیدگی سے ذرا آہستہ آواز میں بولے۔

"میری آواز محلے والوں تک نہ پہنچے مگر یہ جو تمھاری بیٹی کے قصے ہیں۔۔ ان کا کچھ احساس ہے تمھیں ۔۔۔ "وہ بھڑکنے لگی۔

انکے لیئے نہ صرف اسکے طنز بلکہ اسکا زہر خندہ لہجہ بھی انکے دل کا روگ بنتا جا رہا تھا۔

"آپ؟؟ "گڑیا اسے کمرے سے باہر آتا دیکھ کر بوکھلا سی گئی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے پتہ چلے کہ ارمان یہاں آیا تھا۔

"ہاں۔۔۔ سر میں شدید درد ہو رہی تھی۔۔ پانی لینے آئی تھی۔ "وہ درد کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا۔۔۔ آپ جایئے میں لاتی ہوں۔۔۔ "وہ جلدی سے بولی کیونکہ ثریا کی آواز باہر تک آنے لگی تھی۔

"آگیا امیر زادہ اس کے کردار کی گواہی دینے۔ رات کے بارہ بج رہے ہیں۔۔ یہ کوئی وقت ہے کسی کے گھر آنے کا۔۔۔ میں کہے دیتی ہوں آپکو۔۔ اس منحوس کی وجہ سے اگر میری گڑیا پر کرئی حرف آیا تو ۔۔۔ "وہ بھڑکتے ہوئے بولی۔

"بس۔۔۔! "عابد صاحب غصے سے ہاتھ کے اشارہ سے اسکی بات کاٹتے ہوئے بولے۔

"اسکے آگے کچھ بھی کہا تو اچھا نہیں ہو گا۔ ہم سے اچھا تو وہ اجنبی ہے جس نے وقت کی پرواہ کیے بناء ہماری مسکان کا سوچا۔ اسے لگا کہیں ہم مسکان کے ساتھ کچھ غلط نہ کر دیں۔۔ تم اپنے ذہن سے خرافات

نکال کے سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔۔اچھا اور شریف انسان ہے وہ بچہ۔۔۔ سمجھی۔۔۔ "وہ حکمیہ انداز میں کہتے ہوئے لیٹ گئے جبکہ وہ منہ بسورتے ہوئے بڑبڑانے لگی۔

"یہ تو وقت بتائے گا۔۔اسکی شرافت۔۔اونہہ۔۔ "

"کون آیا تھا؟ "

"کوئی بھی تو نہیں۔۔ "گڑیا بوکھلائی۔

"تو پھر یہ ٹرے؟؟ "وہ پاس پڑے میز پر موجود ٹرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔دادا جان کے لیے بنائی تھی۔۔۔ "وہ بات کو بدلتے ہوئے دھیما سا مسکرائی۔

"جب جھوٹ بول نہیں سکتی تو کیوں بول رہی ہو؟ کون آیا تھا؟؟ امیر زادہ؟ کردار کی گواہی؟؟ "وہ بات کی تہہ تک جانے کیلیئے پوچھنے لگی۔" گڑیا؟؟ "وہ اسے خاموش دیکھ کر دوبارہ بولی۔"کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔۔" اس نے ہاتھ میں موجود گلاس کو ذرا سختی سے تھاما تھا۔

"آپی۔۔۔وہ۔۔۔ "وہ بوکھلائی جبکہ مسکان ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے ہوئے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"وہ آ چکے۔۔ "وہ رک رک کر بولی۔اب اسکی سمجھ میں سب آنے لگا تھا مگر پھر بھی وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی۔

"سر ارمان۔۔۔۔ "وہ بس اتنا ہی بول پائی تھی اسکے الفاظ سنتے ہی اسکے ہاتھ سے شیشے کا گلاس گر کر ٹوٹ گیا اسکے دل کے نجانے کتنے ٹکرے ہوئے کوئی نہیں جانتا تھا۔گلاس کے ٹوٹتے ہی،وہ چند لمحے کے لیے بے جان مورت بن کر کھڑی رہی۔اس کے ذہن میں اسکی پیار بھری باتیں گھومنے لگیں مگر اس کا اس کے گھر آنا بے حد غیر معمولی بات تھی بہت ہی عجیب اور معیوب۔۔وہ حواس باختہ ہو کر رہ گئی۔

"آپی۔۔۔آپی۔۔۔ "وہ اسے یوں دیکھ کر پکارنے لگی۔

"ہاں۔۔۔"وہ اپنے خیالوں سے نکلتے ہوئے فوراً ہوش میں آئی اور بغیر کچھ کہے ہی زمین پہ موجود شیشے کے ٹکڑوں پر سے ہوتے ہوئے فوراً ہی وہاں سے چلی گئی، جبکہ گڑیا اسے آواز دیتے ہی رہ گئی۔ اسکے پاؤں سے کتنا خون بہا؟ کتنی تکلیف ہوئی؟ اسے کچھ اندازہ ہی نہیں تھا۔ اسے اگر تکلیف تھی تو صرف اپنی امید کے ٹوٹنے کی۔

"کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔۔ کیوں کیا؟؟ "وہ روتے روتے دل میں بولی۔

"آپی۔۔۔ "وہ تیزی سے کمرے میں آئی۔" دیکھو آپی کتنا خون بہہ رہا ہے۔۔ "وہ اسکے پاؤں کو دیکھتے ہوئے بولی۔" جاؤ یہاں سے۔۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو پلیز۔۔۔ "وہ روتے روتے بولی۔

"آپی۔۔۔ آپ غلط نہ سمجھیں پلیز۔۔۔ "وہ سمجھاتے ہوئے بولی مگر وہ روئے جا رہی تھی۔

"بہت غلط ہوا یہ۔۔۔ بہت غلط۔۔ "

****

صبح کی کرن کب بیدار ہوئی؟ اسے اندازہ ہی نہ ہوا۔ اسکی ساری رات سوچنے اور رونے میں گزر گئی۔ اذانوں کی آواز سنتے ہی وہ فوراً نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس ن ے اپنے پاؤں پر خود ہی پٹی باندھی، کہ خون بہنے کی وجہ سے وضو نہ ٹوٹے۔ دعا مانگنے کے بعد وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پہ پھیرتے ہوئے اٹھی تو سامنے بابا جان کو پایا۔ وہ سر جھکائے اسکے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھے تھے۔

"بابا۔۔۔ "اسکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ وہ بناء کچھ کہے شرمندگی سے اسکی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ اور ایسا ہی کچھ حال اسکا تھا، شاید جو دعا وہ مانگ رہی تھی وہی قبول ہوئی تھی۔ وہ فوراً سے اٹھے اور اسے گلے لگا کر رونے لگے۔

****

"ساری فائلز کی انٹری کرو جلدی سے۔۔۔ مجھے بارہ بجے سے پہلے سائن کروانے کے لیے بھجوانی ہیں۔ "

انشراح فائلز شکیل کو تھماتے ہوئے ساتھ ساتھ ضروری ہدایات دے رہی تھی۔

"بے فکر رہیئے مس انشراح! بارہ بجے سے پہلے ہی یہ ناچیز اور فائلز آپکے ٹیبل پر ہوں گی۔۔" شکیل شرارتی انداز میں مسکراتے ہوئے وہاں سے جانے لگا۔

"ایکسکیوز می! یہ آپ کیا ہر وقت خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں؟؟ "اس کی طرف سے کیا گیا طنز اسکے دل پہ جا لگا تھا۔

"کاش۔۔یہ خوش فہمی۔۔فہم گوئی میں بدل جائے۔۔آپ سمجھ جائیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟؟ " وہ تفہیمی انداز میں بولا۔

"بہت فضول بولتے ہیں آپ۔۔قسم سے۔۔خیر۔شکریہ۔۔اب آپ جائیں یہاں سے۔۔ "وہ عاجز آ کر بولی تھی کہ اسی اثناء میں اسکا دھیان سامنے سے آتی مسکان پر پڑا جو بمشکل ہی خود کو سنبھالتے ہوئے چلی آ رہی تھی۔

"ارے تم! کیسی ہو؟؟ "وہ اسے دیکھتے ہی فوراً آگے بڑھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔ "وہ ذرا سنجیدگی سے بولی۔

"کل کہاں تھی؟ تمھیں پتہ ہے بہت مس کیا میں نے تمھیں۔۔۔ "وہ گلہ کرتے ہوئے شکایتی انداز میں مسکرائی۔

"کم از کم میسج کا جواب تو بندہ دے ہی دیتا ہے۔۔"

اس نے ایک نظر شکیل پہ ڈالی، جو انشراح کے ساتھ ساتھ اسکے جواب کا منتظر تھا۔

"بس۔۔۔کل۔۔۔کچھ کام تھا۔۔تو آنے نہیں ہوا۔۔۔ "وہ ذرا سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہاں سے جانے لگی جبکہ وہ اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے اسکے لڑکھڑاتے قدموں کو دیکھنے لگی۔

"پاؤں پہ کیا ہوا؟؟ "اس نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامنا چاہا۔

"کچھ نہیں۔۔ میں چلی جاؤں گی۔۔۔ ذرا سی چوٹ لگی ہے۔۔۔ "وہ خود کو ضبط کرتے ہوئے ذرا زخمی انداز میں مسکرائی تو شکیل کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"کچھ تو ضرور ہوا ہے۔۔ "اس نے خود سے سرگوشی کی اور گہری سوچ میں محو ہو گیا۔

"جا چکی ہے وہ۔۔ "انشراح نے زور دے کر کہا تو وہ اپنے خیال سے باہر نکلا۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اسی راستے اور اسی منزل پر آنا پڑا جہاں بے پناہ اذیت اور دکھ ہی دکھ تھے۔ مگر پھر بھی اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ قرض واپس کرنے تک اسے دل پر پتھر رکھنا ہی تھا۔ سبھی الزامات کو سوچتے ہوئے وہ آبدیدہ ہوئی۔ کبھی ثریا کی باتیں، تو کبھی عابد صاحب کے الفاظ اور گھر والوں کے سوالیہ چہرے اس پر غضب ڈھا رہے تھے۔ صبح عابد صاحب نے جیسے اسے گلے لگایا اور آفس جانے کی اجازت دی، اسے سبھی یاد آنے لگا تھا۔

"بابا! آپ نے اجازت بھی دی تو ارمان سر کی وجہ سے۔ "وہ گہری سانس لیئے بولی۔" اور ارمان سر آپ کو میرے کردار کی صفائی ہی کیوں دینی پڑی؟؟؟ "اسکی ایک سوچ ختم نہیں ہوئی تھی کہ دوسری سوچ نے جنم لیا۔

"لیکن ان کو کیسے پتا چلا کے گھر میں یہ سب ہوا ہے۔۔۔ "وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"اسلام علیکم۔۔۔ "

"جی! وعلیکم السلام۔۔۔ "وہ ذرا سنجیدگی سے بولی۔

"جی ہمیں پینتیس رومز بک کروانے ہیں۔۔ ہمارے کالج کا ٹرپ کچھ دن کے لیے آپکے ہوٹل میں اسٹے کرے گا۔ آپ ہمیں تفصیلات بھیج دیں۔۔ "دوسری طرف سے نہایت عاجزانہ انداز میں درخواست کی گئی۔

"جی۔۔۔ موسٹ ویلکم۔۔ "وہ خوش دلی سے بولی۔" میں ڈیٹیلز آپکو میسج کر دیتی ہوں۔۔۔ "وہ ذرا

مسکراتے ہوئے فون رکھ کر اٹھی۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اسکے آفس میں جانا پڑا کیونکہ پینتیس رومز کا آرڈر جس کالج کی طرف سے تھا ،وہ ملتان کا مشہور کالج تھا اسلیئے اسے بتانا ضروری تھا تاکہ کوئی پرابلم نہ ہو۔

لڑکھڑاتے قدموں سے اس نے اسکے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔

وہ لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں اس قدر مصروف تھا کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ دروازے پہ کون ہے؟

اس نے دوبارہ دستک دی۔

"تمھیں کب سے دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑ گئی۔ "اسکی بات سن کر اس نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"ایکسکیوزمی سر۔۔ "اب کے اس نے تائیدی انداز میں کہا۔

"اوہ! آپ۔ میں سمجھا شکیل ہے۔۔"وہ لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹاتا ہوا مسکرایا۔اسے دیکھ کر وہ کافی خوش لگ رہا تھا۔

"جی ایکچوئیلی پنجاب کالج کا ٹرپ آرہا ہے ملتان سے۔ پینتیس رومز بک کروائے ہیں انہوں نے۔ آپ تھرڈ فلور کا وزٹ کر آیئے۔۔۔ تاکہ کوئی پرابلم نہ ہو۔ کیونکہ کچھ رومز میں لائٹنگ کا پرابلم ہے۔۔ "وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے بولی۔

"اوکے۔۔۔ "وہ اسکی سنجیدگی کو دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔"آپ ڈیٹیلز میسج کر دیجیئے گا انہیں۔۔"

اس نے ایک نظر اسکے لڑکھڑاتے قدموں کو دیکھا۔اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتا یا کہتا وہ جواب میں " جی " کہتے ہی،وہاں سے آ گئی، مگر اسکی بے رخی اسے مضطرب ضرور کر گئی تھی۔

جوادنے اسے اسکے آفس سے نکلتے دیکھا تو اسے پیچھے سے پکارا۔"رکو۔۔۔" پریشانی کے عالم میں وہ مڑی

۔

"تم نے تو میرا کام بڑھیا طریقے سے کر دیا۔۔۔ کمال کے گن ہیں تم میں۔۔ تم نے تو میری سوچ سے بڑھ

کر میرا کام آسان کر دیا۔۔ "وہ اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے طنزیہ بولا جبکہ وہ زچ ہو کر بس اسکی بات سنتی گئی۔

"بس ایسے ہی ایک دورات اور۔۔۔ "وہ بات ادھوری کرتے ہوئے اسکو شرارتی انداز میں کہتے ہوئے مسکرایا۔اس نے دانت پیستے ہوئے،اسے قدرے غصے سے دیکھا تو وہ مزید مسکرایا۔" کیوں؟کیا ہوا؟بہت غصہ آرہاہے مجھ پہ؟؟ " اس نے اسے مزید اشتعال دلانے کی کوشش کی۔

"آپ پہ تو ترس بھی نہیں کھایا جاسکتا۔۔غصہ تو دور کی بات ہے۔۔"اس نے اتنا کہا اور وہاں سے تیزی سے گزر گئی۔اسکے لفظوں سے اسکا کتنا خون کھولا تھا یہ شاید وہی جانتا تھا۔لیکن پھر بھی وہ فاتحانہ انداز میں مسکرائے جارہا تھا۔

****

"اے میڈم!بس کرو کام۔ایک بج چکا ہے۔۔ "وہ گھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔" آؤ کھانا کھاتے ہیں۔۔بڑے مزے کی بریانی ہے۔۔۔ "وہ مسکرائی۔

"نہیں یار۔۔۔بھوک نہیں۔ "وہ لاپرواہی سے بولی۔

"مگر کیوں؟؟ "وہ پریشان ہوئی۔

"انشراح۔۔۔کام کرنے دو مجھے۔۔۔۔ "وہ لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے ہوئے لاپرواہی سے بولی۔

"ایک منٹ۔۔ "وہ اسکے قریب جاتے ہوئے لیپ ٹاپ کو بند کرتے ہوئے بولی جبکہ مسکان اس کے ایسے عمل پر چونک کر رہ گئی۔

"دو بجے کے بعد کرتی رہنا مغزماری ان کے ساتھ۔۔۔ "وہ غصہ سے بولی،تو اسکی طرف سے اپنی پرواہ پہ وہ نیم انداز میں مسکرا دی۔

"دیکھو ذرا۔۔غصہ دلا کے۔۔۔اب ہنس رہی ہو تم۔۔۔ "وہ شکایتی انداز میں بولی اور پانی گلاس میں

ڈالنے لگی۔

"چلو۔۔۔کھاؤ کھانا۔۔۔ "انشراح حکمیہ انداز میں بولی۔

"دیکھو ذرا۔۔۔کیا حال ہو گیا ہے تمھارا۔۔۔ "وہ فکری انداز سے بولی۔

"کیوں؟؟کیا ہوا ہے بھلا مجھے؟؟ "اس نے بریانی کی پلیٹ کو دیکھا اور چمچ کی مدد سے چاول ادھر ادھر کرتے ہوئے بولی۔

"بنو نہیں اب۔۔۔جب سے حیدر آباد سے آئی ہو۔۔۔تم بہت عجیب بی ہیو کرنے لگی ہو۔۔۔ "وہ کشمکش میں مبتلا ہوتے ہوئے بولی۔

"ارے نہیں یار۔۔ تمھارا وہم ہے۔۔ "وہ پھر سے زبردستی مسکرائی اور بات بدلنے لگی مگر آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک نے اسکا ساتھ نہ دیا۔

"نہیں۔۔۔وہم نہیں۔۔یہ پاؤں کی چوٹ۔۔۔ تمھاری سوجی ہوئی آنکھیں۔۔اور یہ آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک۔۔۔جسے تم کب سے چھپا رہی ہو۔۔۔اتنا بیگانہ سمجھنے لگی ہو مجھے کہ اپنا دکھ شیئر نہیں کر سکتی۔۔۔ "وہ خاصی دکھی ہوئی۔

"انشراح۔۔۔ "وہ درد بھرے لہجے سے بولی اور اسے ساری بات سے آگاہ کرنے لگی جسے سن کر وہ ششدر رہ گئی۔

"اتنا کچھ ہو گیا اور تم ہو کہ۔۔ تمھیں کم از کم سر سے پوچھنا تو چاہیے نا!"

"کیا پوچھوں؟؟؟میرا تو ان سے بات کرنے کا دل نہیں کر رہا۔۔ "وہ جل کر بولی۔

"مسکان۔۔۔وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر ان کا تمھارے گھر جانا۔۔۔مجھے بڑا عجیب لگا۔۔ "وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔" اینی وے۔۔تم بحث نہ کرنا نا! آرام سے پوچھنا۔۔"

"آرام سے پوچھوں؟؟ "وہ غصہ سے مسکرائی۔" تمھیں لگتا ہے میں آرام سے پوچھ پاؤں گی؟؟ "

"مسکان۔۔ "وہ پیار سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔"اچھا۔۔۔ "اس نے بات کو بدلا۔" چھوڑو ۔۔۔بریانی مزے کی ہے نا؟؟ "وہ کھانا کھاتے ہوئے بولی اور دھیما سا مسکرائی۔

"ہاں۔۔بہت مزے کی ہے۔۔ "اس نے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا۔اور اسے بمشکل ہی نگلنے لگی۔اس کی حالت کے پیشِ نظر انشراح نے اسے ترس کھاتی نگاہوں سے دیکھا۔

"تم اتنا نہ سوچو پلیز۔۔۔ "اسکا دل کٹ کر رہ گیا۔

اس نے دوبارہ سے چاولوں کا بھرا چمچ اپنے منہ میں ڈالا تو اسکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے جسے اس نے آنکھوں کے کنارے سے رگڑ کر صاف کیا اور زبردستی مسکرانے لگی۔

******

"آپ یہاں؟؟ "حسن صاحب کو آفس میں دیکھ کر وہ چونکا۔

"پاپا! ریسٹ کرتے نا۔۔ "وہ فکرمندی سے بولا۔

"بیٹا! تھک گیا ہوں بستر پر لیٹ لیٹ کے۔۔۔اب ٹھیک ہوں میں۔۔۔ "وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔"بے فکر رہو۔۔۔۔ "

"پکی بات ہے نا! " وہ تصدیقی انداز سے بولا۔

"ہاں۔۔۔بابا۔۔ہاں۔۔۔ "وہ ہنستے ہوئے بولے۔

"خیر تھی نا رات کو؟؟کہاں گئے تھے؟؟ "وہ اسکے پاس رکھی فائلز کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"رات کو۔۔ "وہ چونکا۔

"ہاں۔۔۔ "انہوں نے اسے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔کچھ کام سے گیا تھا۔۔۔ "وہ بوکھلایا تو انہوں نے شکی انداز سے اسے دیکھا۔

"امم۔۔۔کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟"

"مسئلہ۔۔۔ نہیں تو۔۔اچھاپاپا! یہ چیک کیجیئے گا ذرا۔۔۔ "اس نے بات کارخ بدلا اور لیپ ٹاپ کارخ موڑ کر انہیں دکھانے لگا۔

"ویری گڈ۔۔۔ "وہ داد دیتے ہوئے بولے۔" اٹ مینزوزٹ کامیاب رہاحیدر آباد کا؟ "وہ مسکرائے
۔

"جی۔۔۔ "اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور مسکراتے مسکراتے ذرا سنجیدہ ہوا۔اسے وہ سب یاد آنے لگا تھاجو گزشتہ روز ہوا تھا۔اور اس سے بھی بڑھ کر اسکا اجنبیوں جیسابرتاؤ اسے بے قرار ساکر گیا تھا۔

****

"آگئی بنورانی۔۔۔ "وہ اسکے گھر آتے ہی طنزیہ لہجے میں بولی۔

"اسلام علیکم۔۔۔ "وہ ان کی بات کو اگنور کرتے ہوئے سلام کرتے ہی فوراًاپنے کمرے میں جانے لگی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔اے۔۔۔بی۔۔۔۔کہاں چلی۔۔۔؟؟ "وہ غصہ سے بولی۔۔۔" سیر سپاٹوں سے فرصت مل گئی ہو تو کچن میں جاکر روٹیاں ہی پکادو۔۔۔ "وہ اسکی بات سنتے ہوئے رکی،اپنابیگ چارپائی پہ رکھا اور بنا کچھ کہے کچن میں چلی گئی۔

"آپی۔۔۔آپ؟؟ "وہ اسے آتا ہوا دیکھ کر بولی جبکہ وہ خاموشی سے فریج میں سے آٹا نکال کر چولہا جلانے لگی۔

"میں کرلوں گی۔۔۔ "وہ دیگچی میں چمچ ہلاتے ہوتے بولی۔

"آپ ریسٹ کیجیے۔۔۔ابھی تو آئی ہیں۔۔ "۔وہ دھیما سا مسکراتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولی۔

"آپی۔۔درد تو نہیں پاؤں پہ؟؟؟ "

"درد؟؟" وہ سوالیہ انداز میں بولی۔ " نہیں۔۔ "وہ زخمی انداز میں مسکرائی تو گڑیا نے قدرے تاسف سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

اس نے چولہا آن کیا اور روٹی بیلنے لگی۔

"آپی۔۔۔مجھے بے حد افسوس ہے جو کچھ ہوا۔۔لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی امی کی۔۔۔ابھی کچھ دن پہلے تو وہ ٹھیک تھیں آپکے ساتھ۔۔مگر اب۔۔۔ "وہ ادھوری بات کرتے ہوئے سوچ میں پڑ گئی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا گڑیا۔۔۔وقت اور حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔۔لیکن تب تک ہم انسان ضرور بدل جاتے ہیں۔۔۔ "اس نے روٹی توے پہ ڈالی۔اور اپنی نگاہیں اس پہ جماتے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

"اممم۔۔۔ "گڑیا نے اسے بے چارگی سے دیکھا۔دیگچی میں چمچ ہلاتے ہوئے اس نے چولہا بند کیا اور سالن ڈونگے میں نکالنے لگی۔

روٹی پکنے لگی تو اس نے رومال پکڑا اور اسکی مدد سے روٹی سینکنے لگی۔

"آپی۔۔۔پلیز اپنا خیال رکھا کرو۔۔ایسے اداس نہ ہو۔۔" وہ فکرمندی سے بولی تو وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے نیم انداز میں مسکرا دی۔

"تم زیادہ پریشان نہ ہوا کرو۔۔تمہاری آپی میں بہت ہمت ہے۔سب کو فیس کرنے کی۔۔ "اس نے اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے اسے بے فکری کا احساس دلایا۔

****

" میرے ستارو۔۔مجھے معاف کر دینا۔۔۔میں اپنی اوقات سے زیادہ ہی سوچنے لگی تھی شاید۔۔مجھے کسی روشن ستارے کی آس نہیں اب نہ چاند کی اور نہ ہی ارمان کی۔۔۔ "وہ کھڑکی میں چاند ستاروں کو دیکھتے ہوئے ان سے کہنے لگی لیکن ارمان کا نام اس نے بے حد اذیت سے اپنی زبان پر لایا تھا۔"میں تم سب کی

روشنی میں ہی خوش ہوں اور روشن بھی۔۔ "وہ گہری چمک لئے ان سے باتیں کرنے میں محو تھی کہ اچانک اسکے موبائل کی گھنٹی بجی۔ ارمان کا نام دیکھتے ہی اس نے کال منقطع کر دی اور موبائل زور سے بیڈ پر پٹخ دیا۔

"آخر اب کیا چاہتے ہیں یہ مجھ سے۔۔ "وہ زچ ہو کر بولی۔

"آپی۔۔۔چائے پیئیں گی؟ "وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی بولی۔

"ہاں۔۔۔لے آؤ۔۔ "وہ سرد آہ بھرتے ہوئے بولی۔

"کھڑکی تو بند کر لیں۔۔پہلے ہی بہت ٹھنڈ ہو رہی ہے۔۔ "وہ جاتے جاتے رکی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

ابھی وہ کھڑکی بند کر کے بیٹھی ہی تھی کہ اسکا فون دوبارہ سے بجا۔"جی کہیے۔ "ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے اسے سلام کیے بغیر بات کا آغاز کیا تھا سو آغاز اسی کی طرف سے ہوا۔

"اسلام و علیکم۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔ "وہ ذرا سنجیدہ ہوئی۔

"مسکان۔۔۔ "وہ اپنائیت سے بولا اور جتنی اپنائیت سے وہ بولا تھا اس پر تو جیسے سحر ساطاری ہو گیا اور وہ ساکت ہو کر رہ گئی۔ ایک لمحے کے لیئے تو وہ اپنی ہستی ہی بھول گئی تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔اگر آپ برا نہ مانیں تو۔۔۔ "وہ سوالیہ انداز میں بولا۔

دوسری طرف سے جواب نہ پا کر وہ پریشان ہوا۔"مسکان۔۔۔ہیلو۔۔۔ "وہ بار بار بولا۔

"جی۔۔۔ "اس نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے آپ کو اسکے سحر سے آزاد کیا اور گہری سانس لے کر بولی۔

اسکے سانس لینے کی آواز اس تک صاف آ رہی تھی۔"آپ ٹھیک تو ہیں؟؟ "وہ فکرمندی سے بولا۔

"جی۔۔۔ "وہ سنجیدہ ہوئی۔" سن رہی ہوں۔ کہیئے۔۔۔کوئی کام تھا آپکو؟؟ "وہ اجنبیت ظاہر کرتے ہوئے بولی جس پر وہ انتہائی دکھی ہوا۔

"مجھے آپ سے ملنا ہے کل۔۔۔اور میں کوئی بہانہ نہیں سننا چاہتا۔۔ "اس سے پہلے وہ انکار کرتی وہ حق جتاتے ہوئے بولا۔

"ایکسکیوز فار اے منٹ۔۔سر۔۔۔ "وہ زور دیتے ہوئے بولی۔" میں آپکے کاروبار کی حد تک صرف آپکی ملازم ہوں۔اس سے زیادہ کی امید۔۔ "اس نے اسے ذو معنی انداز میں خبردار کیا۔

"اس سے زیادہ کی امید کون کر رہا ہے آپ سے؟؟ مگر آپ کا اجنبیوں جیسا رویہ برداشت نہیں ہو رہا مجھ سے۔۔۔ "وہ عجیب حالت میں مبتلا ہوا۔

"تو؟؟ میں اور آپ۔ایک دوسرے کے لیئے اجنبی ہی تو ہیں۔۔ " اس نے جیسے اسے باور کیا۔

"میں آپ کے لیے اجنبی ہوں گا۔۔ لیکن میرے لیے آپ میری اپنی ہیں۔۔صرف میری۔۔"

"سر۔۔۔میں اگر چپ ہوں تو چپ رہنے دیں مجھے پلیز۔۔۔مجبور مت کریں کہ میں۔۔۔ "وہ غصے میں بولی۔

"کیا میں؟؟ کیا کریں گی آپ؟؟ مسکان میں نے اظہار کیا ہے آپ سے کوئی خطا تو نہیں کی۔۔۔جو آپ اس طرح سے۔۔ "وہ دکھ سے بولا۔

"خطا نہیں کی۔۔ "وہ طنزیہ مسکرائی۔ " بہت بڑی خطا کی ہے آپ نے۔۔بہت بڑی خطا۔۔۔اور پلیز ۔۔۔بہتر یہی ہو گا کہ آپ مجھ سے اب کاروبار کے علاوہ اس قسم کی فضول باتوں کو ڈسکس نہ کریں۔۔۔ " اس کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

"فضول؟؟ "وہ بھڑکا۔" فضول ہیں یہ باتیں۔۔کیا فضول ہے اس میں؟؟؟ فضول لگتا ہے آپ کو میرا پیار۔۔ "وہ زچ ہو کر بولا جبکہ دوسری طرف سے فون بند ہو چکا تھا۔اس نے غصے سے فون کو بیڈ پر پٹخا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

"اظہار کیا۔۔واہ! کیا محبت ایسی ہوتی ہے؟؟ کسی سے اسکی جان چھین لی جائے اور پھر خود کو خطاوار بھی

تسلیم نہ کیا جائے۔۔۔ "وہ آنکھوں میں آنسو لیے آئینے کی طرف دیکھ کر بولی۔

"صبح ہر بات کا جواب دوں گی آپ کو مسٹر ارمان حسن۔۔۔ "وہ آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے دل میں تہیہ کرتے ہوئے واپس مڑی۔

"میں آسکتا ہوں؟؟ "باباجان نے اجازت طلب کی۔

"جی۔۔۔ آیئے۔۔۔ بھلا پوچھ کیوں رہے ہیں؟"

"میری بیٹی ناراض ہے مجھ سے؟؟ "وہ اسکی طرف محبت سے دیکھتے ہوئے بولے۔

"نہیں۔۔۔ نہیں بابا۔۔ بیٹھیے نا! "وہ اشارہ کرتے ہوئے بولی۔" بھلا کوئی اپنی جان سے بھی خفا ہو سکتا ہے؟؟ "

وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی جیسے ساری بات بھول گئی ہو۔

"بالکل۔۔۔ اپنی ماں پر گئی ہو۔۔ "وہ اسکے رخساروں کو تھپتھپاتے ہوئے اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔

"اسی کے جیسے رخسار آنکھیں اور اسی کے جیسا ظرف۔۔ وہ بھی بہت جلد بھول جایا کرتی تھی خود پر بیتی زیادتیوں کو۔۔۔ "وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے آنکھوں میں گہری چمک لیے اسکا ماتھا چومنے لگے۔

"مگر میں آپ سے ایک بات سے ضرور ناراض ہوں۔۔۔ "وہ اشک بار ہوتے ہوئے بولی۔ اسکے لہجے میں شکایت تھی۔

"وہ کیا بیٹا؟ "وہ حیران ہوئے۔

"صبح آپ نے بناء کچھ کہے ہی مجھے آفس جانے کی اجازت دے دی۔۔ مجھے یہی لگا کہ آپ کو اعتبار نہیں رہا مجھ پہ۔۔۔ "وہ معصومانہ لہجے میں بولی۔

"میرا بچہ۔۔۔ مجھے بہت گہرا اعتبار ہے تم پہ۔۔ مگر۔۔۔ خود بھی جینا سیکھو۔۔ تمھارا بابا آخر کب تک

۔۔۔ "وہ رک رک کر بات کرتے ہوئے بول رہے تھے کہ ان کے ان الفاظ کو سنتے ہی مسکان نے ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

"بابا۔۔بس۔۔۔ "وہ ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔" کچھ مت کہیں۔۔آپ کہیں نہیں جارہے مجھے چھوڑ کے سمجھے آپ۔۔۔ "وہ ان کے سینے سے لگے نمی والے لہجے میں بولی۔

"اور مجھے اچھا لگتا ہے آپ کے پہلو میں چھپ جانا۔۔آپ سے اپنا دکھ بانٹنا۔۔اور آپ کا میری فکر کرنا۔۔"

"ارے۔۔۔واہ۔۔۔بابا آپ یہاں۔۔۔ "وہ چائے لے کر آتے ہوئے حیرانگی سے مسکرائی۔

"بھئی میری جگہ بھی رکھیں۔۔۔۔میں بھی آئی۔۔ "اس نے ٹرے کو میز پر رکھا اور تیزی سے ان کے پاس آئی اور ان کے دائیں کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔بائیں کندھے پر مسکان تھی،دونوں انکے سینے کے ساتھ لگے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا رہیں تھیں جبکہ وہ خود کو پر سکون محسوس کرنے لگے تھے۔

****

"زہے نصیب۔۔۔آپ یہاں۔۔ "وہ تعظیماََ مسکرایا اور کرسی کو گھمانے لگا۔لیکن اسکے لہجے میں طنز واضح تھا۔

"تشریف رکھیئے۔۔مس مسکان عابد۔۔"وہ کرسی کو گھماتے ہوئے بولا۔

"نہیں سر۔۔۔اٹس اوکے۔۔یہ لیجیے۔۔۔ "اس نے ہاتھ میں پکڑا چیک اسے پکڑانا چاہا جس پہ وہ ہڑبڑا سا گیا۔

"یہ؟؟یہ کیا؟ "وہ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"باقی کی رقم انشاءاللہ۔۔اگلے پانچ چھ مہینوں تک آپکو مل جائے گی۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اسکے ٹیبل پر چیک رکھتے ہی وہاں سے جانے لگی۔

"ایک منٹ۔۔ "وہ کرسی سے اٹھا اور اسکے سامنے جا کھڑا ہوا۔" کہیں تمھیں۔۔اس سے سچ میں محبت تو نہیں ہو گئی؟؟ "وہ اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

اسکی بات سنتے ہی اس کا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔وہ جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔اسکی آنکھیں پتھر کی مانند ہو چکی تھیں۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔ "وہ جنجھلایا۔"کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔ "اسے یوں بت بنا دیکھ کر وہ دوبارہ بولا مگر وہ بناء کچھ کہے تیزی سے وہاں سے چلی آئی۔اسکا ایسا رویہ دیکھ کر اسکا غصہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔مگر اگلے ہی لمحے ایک اور شیطانی سوچ نے اسکے دماغ میں جنم لیا۔

"انٹرسٹنگ۔۔۔انٹرسٹنگ۔۔۔ "وہ اتنا ہنسا کہ اسکے سامنے کے دانت نظر آنے لگے۔"اچھا ہے۔۔۔ اچھا ہے۔۔بہت خوب۔۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔ "اس نے انتہائی بے دردی سے زوردار قہقہہ لگایا۔

****

وہ تنہائی میں کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھے کرسی کو ہلاتے ہوئے،اک یہی بات سوچ رہی تھی کہ جو بات وہ محسوس کرتی ہے،وہ بات آخر جواد نے کیسے خود اخذ کر لی۔وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"میں اپنی اس بے نام محبت کو دنیا سے چھپا کر رکھوں گی۔ "وہ اپنی ہی دنیا میں مگن تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ پاس پڑا فون کب سے بج رہا ہے۔

"کہاں گم ہو؟؟ "انشراح اس کے روم میں داخل ہوتے ہی فون کی بیل بجتے دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔۔ "وہ یکدم اپنے خیال سے نکلی۔

"کچھ نہیں۔کچھ چاہیے تھا؟؟ "اس نے اپنے حواس بحال کیے۔

"ہاں۔۔۔مجھے ذرا یو ایس بی دینا اپنی۔۔۔کچھ ڈیزائن دیکھنے تھے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔یہ لو۔۔۔ "اس نے بیگ کے پاؤچ میں سے اسے یو ایس بی نکال کر دی۔

"اینی وے۔۔فون کب سے بج رہا ہے۔۔۔اٹھا لینا۔۔۔ "وہ جاتے جاتے پیچھے مڑ کر رک کر بولی اور دھیما سا مسکرا دی جبکہ وہ اسکی بات کو سنتے ہوئے فون پر دھیان دینے لگی جو مسلسل بج رہا تھا۔

اسی مسیحا کا بلاوا تھا جو اسکے ہر دکھ کی دوا تھا۔چارو ناچار اسے اسکے بلانے پہ اسکے پاس جانا ہی پڑا۔وہ انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں،اسکے آفس میں داخل ہوئی،جہاں وہ اسکا منتظر تھا۔

"جی۔۔۔آیئے نا۔۔پوچھ کیوں رہی ہیں بھلا آپ؟؟ "وہ دیوانہ وار بولا۔

"جی۔۔۔آپ نے بلایا تھا۔۔ "اس نے اپنے سر پہ اوڑھا نارنجی رنگ کا دوپٹہ ذرا اور آگے تک کیا۔

"یہ اجنبیوں جیسا رویہ کیوں؟؟ "وہ اسکا روکھا روکھا لہجہ محسوس کر چکا تھا۔

"بہتر یہی ہو گا کہ ہم مطلب کی بات کریں۔۔۔ "وہ اجنبیت سے بولی۔" اگر کوئی اور بات ہے تو پلیز ۔۔۔ "وہ معذرتانہ لہجے میں بولی اور واپس جانے کے لیئے مڑی۔

"رکیے۔۔ "وہ آگے بڑھا۔" میں کب سے،آپ سے اک جواب کی آس لگائے ہوئے ہوں۔۔۔اور آپ ہیں کہ۔۔۔ "اس نے ادھوری بات کرتے ہوئے اس پر گہری نگاہ ڈالی تو اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔اسکا چاند جیسا خوبصورت چہرہ اور اس پہ چھائی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے وہ اسکے قریب بڑھا ہی تھا کہ وہ چند قدم پیچھے ہوئی اور وہ وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ وہ بولا۔

"بے فکر رہیئے۔۔۔میں اپنی حد جانتا ہوں۔۔لیکن پلیز آج مجھے آپ سے میرے ہر سوال کا جواب چاہیے۔۔۔ "وہ اس کے سامنے چند قدم دور کھڑا تھا۔

"کیسا سوال؟اور کیسا جواب؟؟" اس نے اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا۔

"کیوں آپ بے مروتی اختیار کیے ہوئے ہیں مجھ سے؟" اسکے شکستہ دل کی آواز وہ محسوس کر سکتی تھی۔

وہ دکھی دل سے سے مسکرائی تھی۔"مروت تھی ہی کہاں ؟اور آپکو مجھ سے کسی بھی قسم کے سوال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔"

"کیوں حق نہیں ہے؟؟ آپ پابند ہیں مجھے ہر سوال کا جواب دینے کی۔۔۔" وہ جارحانہ انداز میں بولا تو وہ بھی صبر نہ کرپائی۔ آخر اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو ہی گیا۔وہ بے اختیار بول اٹھی۔

"آپ کو اپنے ہر سوال کا جواب چاہیے اور میرا کیا؟؟ جس کی زندگی کو ہی سوالیہ نشان بنا کر رکھ دیا ہے آپ نے۔۔۔"

"سوالیہ نشان؟؟ "وہ چونک کر بولا۔ جس پر وہ چپ رہی ، جس سے اسکی اضطرابی میں مزید اضافہ ہوا۔

"آخر کیا کمی ہے مجھ میں؟ جو آپ ایسی باتیں کررہی ہیں؟ "وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوا تھا۔

"کمی۔۔ "وہ طنزیہ مسکرائی۔" کمی آپ میں نہیں بلکہ کمی تو مجھ میں ہے،جسکے کردار کی گواہی دینے کے لیے آپکو صفائیاں پیش کرنے کی ضرورت پڑی۔۔ "وہ بے حد مشکل سے ایک ایک لفظ اپنی زبان سے ادا کرپائی تھی۔

"کردار کی گواہی؟؟صفائیاں پیش کرنے کی ضرورت؟؟؟آخر کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ؟؟ "وہ الجھ کر بولا تو وہ تمسخریہ انداز پہ ہنسی۔

"ترس آرہا ہے آپ کا بھولا پن دیکھ کر۔ خیر۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں۔۔ "وہ طنزیہ بولی۔" اور پلیز میں کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی،سو پلیز۔۔۔ "اس نے تحمل سے بات کو ختم کیا اور دوازہ کھول کر جانے لگی کہ اس نے اچانک غص ے سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف کھینچا اور دروازہ غصے سے بند کر دیا۔

"کیا سمجھتی ہیں آپ؟؟ "وہ جارحانہ انداز سے بولا تھا۔ اسکے ایسے رویے اور لہجے کو دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گئی

۔

"سب بکواس کریں... غلط کہیں آپ کے بارے میں۔۔کیا یہ سب ٹھیک ہے؟؟ بتائیں مجھے۔۔۔"

اس نے اسے جنجھوڑ کر سوال کیا تو اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی رہی مگر بے سود۔

"میرا ہاتھ چھوڑیئے۔۔۔"وہ کانپتے ہوئے بولی۔" پلیز۔۔۔آپ مجھے ہرٹ کر رہے ہیں سر۔۔ پلیز۔۔۔اینف ناؤ۔"وہ روتے ہوئے انتہائی کمزوری اور لاچاری سے بولی۔

"یہی تو میں بھی سمجھانا چاہ رہا ہوں آپ کو۔۔ "وہ اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے اس پہ گہری نظر ڈال کر بولا۔"اینف ناؤ۔ بس کر دیں آپ۔۔۔پلیز۔۔ "وہ التجائیہ انداز میں ذرا تحمل سے بولا جبکہ اس نے پھر سے وہاں سے جانا چاہا۔

"رکیئے۔۔۔ "وہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔" مجھے جواب چاہیئے ابھی اور اسی وقت۔۔۔ "وہ دیوانہ ہوا۔اسکی آنکھوں میں محبت کی گہرائی تھی۔

"اب آپ مجھے ہرٹ کر رہے ہیں۔۔ "وہ اپنے آنسوؤں کو اپنے اندر جذب کرتے ہوئے بولی،کیونکہ وہ اس سے اس سب کی امید نہیں کر رہی تھی۔

"اور جو۔۔۔آپ مجھے ہرٹ کر رہی ہیں۔۔۔وہ سب؟؟ "اس نے اس سے جیسے حساب مانگا ہو۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ جیسے الزام لگ رہے ہیں اس رات میں۔۔۔ "وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا مگر ادھوری بات کرتے کرتے ایک ہی جھٹکے سے رک گیا۔وہ اسکے ادھورے لفظوں کو سمجھتے ہوئے چونک سی گئی،اس کے الفاظ اس پہ قہر بن کر برسے تھے کیونکہ جن لفظوں کو وہ کہتے کہتے رکا تھا ان کا مطلب صاف اور واضح تھا۔

اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔

"کیونکہ کوئی کچھ بھی کہے۔۔ آپ کے لئے وہ کردار کی صفائی بن جاتی ہے۔" وہ ادھوری بات کرتے ہوئے منہ دوسری سائیڈ پر کرتے ہوئے بولا۔

اس نے چاہا کہ وہ چیخ چیخ کر روئے۔ خود کو نوچ ڈالے کہ کیونکر اسے اس سے محبت ہوئی؟ بے یقینی کے جس مقام پہ وہ تھی، اسے اس کی ذات زمین میں گڑھتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی وہاں رک نہیں سکتی تھی کیونکہ اب حد ہو چکی تھی۔ اس نے تیزی سے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا، جو زاروقطار بہہ رہے تھے اور وہاں سے چلی آئی۔ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ اک سایہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

وہ جیسے ہی اپنی بات مکمل کرتے مڑا تو اسے وہاں ناپا کر خود سے الجھنے لگا۔ اس نے غصہ سے میز پر اپنا ہاتھ مارا اور اپنا سر پکڑ کر رہ گیا۔

وہ انتہائی غصے سے اسکے آفس سے باہر نکلی تھی۔ انشراح اسکو یوں تیزی سے اپنے پاس سے گزرتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ اس نے انشراح سے بات کرنا تو دور، اسے دیکھا تک نہیں۔ تبھی وہ بھاگی بھاگی اسکے کیبن میں آئی۔

"مسکان۔۔۔ آر یو آل رائٹ؟؟ مسکان۔۔" وہ پریشانی سے آگے بڑھی۔

"جاؤ یہاں سے پلیز۔۔۔ انشراح جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"ہوا کیا ہے آخر۔۔۔؟؟ کوئی بات ہوئی ہے سر سے؟؟ کیا کہا انہوں نے؟؟" وہ بے چینی سے اس کے قریب جاتے ہوئے سوالیہ بولی۔ جبکہ وہ مسلسل روئے جا رہی تھی، جیسے اپنی بے وجہ محبت کے مرنے کا ماتم منا رہی ہو۔ کیونکہ انسان مر جائے تو پھر بھی صبر آ جاتا ہے لیکن محبت مر جائے تو آپ روز جیتے ہیں اور روز مرتے ہیں۔

"کچھ تو بولو۔۔ مسکان۔۔۔۔ کیا ہوا مسکان؟؟؟"

.

.

.

☆☆☆☆☆☆☆

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read